ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور
بیادگار
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی
شیرانوالہ دروازہ لاہور
۹ اپریل ۱۹۶۵ء
۶ ذی الحجہ ۱۳۸۴ھ
یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین • لاہور
۲۵ پیسے

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

جمع کردہ:- ملا علی قاری مکی

چہل حدیث

(۱) اَلْحَیَاءُ مِنَ الْاِیْمَانِ
حیا ایمان کی علامت ہے
(شرم و حیا ایمان کی وجہ سے ہے)

(۲) اَلْاَیْمَنُ فَالْاَیْمَنُ
سب سے پہلے حق دائیں طرف والے کا ہے اور پھر اسی ترتیب سے

(۳) اَلْحَلَالُ بَیِّنٌ وَالْحَرَامُ بَیِّنٌ
حلال بھی واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے۔

(۴) اَلْحَرِیْرُ وَالذَّهَبُ حَرَامٌ عَلٰی ذُکُوْرِ اُمَّتِیْ
سونے اور ریشم کا استعمال میری امت کے مردوں کے لئے حرام ہے۔

(۵) اَرْحَامَکُمْ اَرْحَامَکُمْ
اپنے عزیز و اقارب کا لحاظ رکھنا ہے یعنی ان کے حقوق کو

(۶) اِشْفَعُوْا تُؤْجَرُوْا
(نیک کام میں) سفارش کیا کرو تمہیں اجر ملے گا۔

(۷) اَعْلِنُوا النِّکَاحَ
نکاح کا اعلان کیا کرو

(۸) اَکْرِمُوا الْخُبْزَ
کھانے کی چیز کا ادب کرو۔

(۹) اَلْزِمْ بَیْتَکَ
اپنے گھر کو لازم پکڑ

(۱۰) تَهَادَوْا تَحَابُّوْا
آپس میں ہدیہ بھیجا کرو تاکہ تم میں محبت پیدا ہو۔

(۱۱) اَلْحُمّٰی شَهَادَةٌ
بخار سے موت بھی شہادت ہے۔

(۱۲) اَلدِّیْنُ نَصِیْحَةٌ
دین خیر خواہی ہے

(۱۳) سَدِّدُوْا وَقَارِبُوْا
نظم و ضبط کے ساتھ مل جل کر رہو

(۱۴) اَحَبُّ الْاَسْمَاءِ اِلَی اللّٰهِ عَبْدُ اللّٰهِ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ
تمہارے ناموں میں اللہ کے نزدیک سب سے پیارے نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہیں

(۱۵) اَلصَّبْرُ رِضَاءٌ
صبر کرنے پر اللہ راضی ہوتا ہے۔

(۱۶) اَلطِّیَرَةُ شِرْکٌ
فال (شگون لینا) شرک ہے۔

(۱۷) اَلْعَارِیَةُ مُؤَدَّاةٌ
مانگی شے واپس کرنی پڑتی ہے۔

(۱۸) اَلصَّوْمُ جُنَّةٌ
روزہ ڈھال ہے۔

(۱۹) اَلْعِدَةُ دَیْنٌ
وعدہ قرض کی طرح ہوتا ہے۔

(۲۰) اَلْعَیْنُ حَقٌّ
نظر بد کا لگنا حق ہے۔

(۲۱) اَلْغَنَمُ بَرَکَةٌ
بکریوں میں برکت ہوتی ہے۔

(۲۲) اَلْفَخِذُ عَوْرَةٌ
ران پردہ کی چیز ہے۔

(۲۳) اِنَّمَا الْفَضْلُ بِالتَّقْوٰی
بے شک بڑائی تقویٰ ہی سے ہے

(۲۴) قَیِّدْ وَتَوَکَّلْ
بر توکل زانوئے اُشتر بہ بند

(۲۵) اَلْکِبَرُ اَلْکِبَرُ
بڑے کی عزت کرو

(۲۶) مَوَالِیْنَا مِنَّا
ہمارے آزاد کردہ غلام ہم میں سے ہیں۔

(۲۷) اَلْمُؤْمِنُ مُکَفِّرٌ
ایماندار معاف کر دینے کا عادی ہوتا ہے۔

(۲۸) اَلْمُحْتَکِرُ مَلْعُوْنٌ
غلہ کا تاک کرنے والا لعنتی ہے۔

(۲۹) اَلْحَاجُّ فِیْ ضَمَانِ اللّٰهِ
حاجی اللہ کی پناہ میں ہوتا ہے۔

(۳۰) اَلْبُکَاءُ مِنْ خَشْیَةِ اللّٰهِ نَجَاةٌ مِّنَ النَّارِ
اللہ کے خوف سے رونا دوزخ سے نجات دلاتا ہے۔

(۳۱) اَلنَّارُ عَدُوٌّ
آگ آدمی کی دشمن ہے

(۳۲) اَلنَّبِیُّ لَا یُوْرَثُ
نبی وارث نہیں بناتے۔

(۳۳) اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَةُ الْاَنْبِیَاءِ
عالم لوگ نبیوں کے جانشین ہوتے ہیں۔

(۳۴) اَلْوِتْرُ بِلَیْلٍ
رات کو وتر کی نماز پڑھنا واجب ہے۔

(۳۵) لَا تَمَنَّوُا الْمَوْتَ
تم موت کی تمنا نہ کیا کرو

(۳۶) لَا تَغْضَبْ
غصہ پر قابو پاؤ

(۳۷) لَا ضَرَرَ وَلَا ضِرَارَ
نہ دکھ دو نہ دکھ سہو

(۳۸) لَا وَصِیَّةَ لِوَارِثٍ
وارث کے لئے کوئی وصیت نہیں ہوتی۔

(۳۹) یَدُ اللّٰهِ عَلَی الْجَمَاعَةِ
اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہوا کرتا ہے۔

(۴۰) اَلْیُمْنُ حُسْنُ الْخُلُقِ
خوش اخلاقی بڑی بابرکت شے ہے۔

مُرسلہ
ایم عبدالرحمٰن لدھیانوی شیخوپورہ

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَیْسَ الْمِسْکِیْنُ الَّذِیْ یَطُوْفُ عَلَی النَّاسِ تَرُدُّهُ اللُّقْمَةُ وَاللُّقْمَتَانِ وَالتَّمْرَةُ وَالتَّمْرَتَانِ وَلٰکِنَّ الْمِسْکِیْنَ الَّذِیْ لَا یَجِدُ غِنًی یُغْنِیْهِ وَلَا یُفْطَنُ بِهٖ فَیُتَصَدَّقَ عَلَیْهِ وَلَا یَقُوْمُ فَیَسْأَلَ النَّاسَ۔

ترجمہ:- حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مسکین وہ شخص نہیں ہے جو لوگوں سے مانگتا پھرتا ہے اور اس کو ایک لقمہ یا دو لقمے یا ایک کھجور یا دو کھجوریں دے دی جاتی ہیں بلکہ مسکین وہ شخص ہے جو اس قدر مال نہ رکھتا ہو جو اس کو بے پروا بنا دے۔ اور نہ کسی کو اس کا محتاج ہونا معلوم ہو کہ اس کو صدقہ دیا جائے اور نہ وہ کسی سے مانگنے کے لئے جاتے۔
(بخاری و مسلم)

قہاری و غفاری و قدوسی و جبروت
یہ چار عناصر ہوں تو بنتا ہے مسلمان

ہفت روزہ **خدام الدین** لاہور

ایڈیٹر
مناظر حسین نظر
ٹیلیفون
۶۷۵۴۵

سالانہ
گیارہ روپے
ششماہی
چھ روپے

جلد ۱۰ | ۸ر ذی الحجہ سنہ ۱۳۸۴ھ مطابق ۹ر اپریل سنہ ۱۹۶۵ء | شمارہ ۴۷

نوجوانوں میں اخلاقی بگاڑ

ہماری نئی پود جس طرح اخلاقی بگاڑ کا شکار ہو رہی ہے اور اُن میں آئے دن جو نت نئی خرابیاں پیدا ہو رہی ہیں کوئی صاحب فہم و دانش شخص ان سے انکار نہیں کر سکتا۔ معلوم ہوتا ہے کہ پورے کا پورا معاشرہ ہی گناہوں اور بے حیائیوں کی آغوش میں پرورش پا رہا ہے۔ جس عمر میں بچے اور بچیوں کو معصیت اور بدکاری کے تصور سے بھی کبھی آشنائی نہ ہوتی تھی آج اس عمر میں بچے بدکاریوں میں مشاق ہونے لگے ہیں اور بچیاں گناہ و معصیت کی وادیاں طے کر کے ولدالزنا جننے لگی ہیں۔ یہ سب کچھ کیوں ہے؟ معاشرہ میں مخرب اخلاق حرکات، معاشقہ اور اغوا کی وارداتیں، قتل اور زنا کے حادثے کیوں کثرت سے رونما ہونے لگے ہیں؟ ان کے محرکات کیا ہیں؟ کون کون سی چیزیں ان کی تخم ریزی کرتی ہیں؟ کیا یہ سب باتیں غور طلب اور توجہ طلب نہیں؟ کیا اُن محرکات کا ختم کرنا جن کی کوکھ سے گناہ و معصیت کے دھارے بہتے ہیں ہمارے فرائض میں شامل نہیں؟ اور اگر ہے تو پھر ہم نے کیوں اس طرف توجہ مبذول نہیں کی؟۔ یہ ملک اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا تھا۔ اس کا نام پاکستان تجویز ہوا تھا۔ یعنی پاک لوگوں کے رہنے کی جگہ یہاں پاکیزگی و تقویٰ شعاری کو پروان چڑھنا چاہیئے تھا۔ گناہ و معصیت کے لئے یہاں جگہ ہی نہ ہونی چاہیئے تھی۔ ہر طرف پرہیزگاری کے چلتے پھرتے نمونے نظر آنے چاہئیں تھے لیکن ہوا اس کے برعکس ہے۔ اب ہمارا فرض ہے کہ ہم اسے صحیح معنوں میں پاکستان بنائیں۔ حکومت کو چاہیئے کہ وہ نظریۂ پاکستان کو عملی جامہ پہنانے کے لئے مؤثر اقدام کرے اور اُن سرچشموں کو تہس نہس کرے جہاں سے بے حیائی اور بدکاری کے دھارے پھوٹتے ہیں۔

ہمارے خیال میں بے حیائی اور بدکاری کو جنم دینے والی بنیادی چیز تعلیم ہے۔ مغربی اخلاق اور فحش لٹریچر ہے، ملکی اور غیر ملکی فلمیں ہیں، خواتین کا لباس ہے۔ پوسٹر اور تصویریں ہیں اور قوانین شریعت کا عدم نفاذ ہے۔ یہی چیزیں لڑکوں اور لڑکیوں کے اخلاق بگاڑنے کا سبب بن رہی ہیں اور انہیں کی آغوش میں بدکاری اور فواحش کے جراثیم پرورش پاتے ہیں۔

ہمیں یہ دیکھ کر سخت افسوس ہوتا ہے کہ مدرسے اور کالج جہاں نوجوان تعلیم سے بہرہ ور ہوتے ہیں نہ صرف اخلاق اور کردار کی اصلاح سے قاصر ہیں بلکہ وہاں مخرب اخلاق حرکات اور کردار سوز سرگرمیوں کی لت نوجوانوں کو پڑ جاتی ہے۔ جب تک نوجوانوں کے اخلاق و کردار درست نہ ہوں بڑی تعلیم ان کے لئے مفید نہیں ہو سکتی۔ اخلاق و کردار صرف اسی صورت میں درست ہو سکتے ہیں کہ تعلیم کے ساتھ تربیت کا بھی انتظام ہو۔ تربیت نہ ہو تو اخلاق پیدا ہونا نہ صرف مشکل ہے بلکہ ناممکن ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے بعض دوستوں نے جذبۂ للہیت سے سرشار ہو کر اور اس خامی کو دور کرنے کے لئے جامعۂ حمیدیہ کی داغ بیل ڈالی ہے جہاں تعلیم کے ساتھ تربیت پر خصوصی توجہ دی جاتی ہے اور بچوں میں اسلامی اخلاق و آداب پیدا کرنے کی پوری کوشش کی جاتی ہے۔ لیکن یہ صرف ایک مدرسہ ہے اور وہ بھی ایک سال سے معرضِ وجود میں آیا ہے، اور ضرورت اس امر کی ہے کہ تمام مدارس ہی کو اسی ڈھب میں ڈھالا جائے۔ بہر حال کہنا یہ مقصود تھا کہ ہمارے نظامِ تعلیم کا بہت بڑا نقص یہ ہے کہ تعلیم کے ساتھ ساتھ تربیت کا کوئی انتظام نہیں رکھا گیا۔

ہمارا معاشرہ چونکہ بہت سی خرابیوں کا مرکز بنا ہوا ہے اور ہر طرف بے حیائی کھل کھیل رہی ہے اس لئے گھروں میں طلبا کی کوئی تربیت نہیں ہوتی۔ اس کمی کو کالج اور مدارس کا تربیتی ماحول پورا کر سکتا تھا لیکن وہ بھی اس سے عاری ہے اور درسگاہیں بجائے بچوں کے اخلاق سدھارنے کے مخرب اخلاق حرکات کی آماجگاہ اور فحاشی و عریانی پھیلانے کا ذریعہ بنی ہوئی ہیں۔

یہ دَور اپنے براہیم کی تلاش میں ہے
صنم کدہ ہے جہاں لاالٰہ اِلاّ اللہ (اقبال)

قارئین خدام الدین کو عید مبارک (ادارہ)

صدر مملکت کا روس اور امریکہ کا دَورہ

صدر ایوب خان چند ہفتے قبل چین کا کامیاب دورہ کرنے کے بعد واپس آئے ہیں اور اب روس اور امریکہ

کے دورہ پر جانے والے ہیں۔ قومی اسمبلی کے انتخابات میں اپنی پارٹی کی واضح کامیابی کے بعد خواہ وہ کسی طرح ہوئی ہو انہیں اپنے دورے میں نئی توانائی اور حوصلہ مندی حاصل ہوگی اور وہ امریکہ و روس سے آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اپنی بات کہہ سکیں گے۔

ہم خدام الدین کے ان کالموں میں ملک کی خارجہ پالیسی پر اکثر جرح وتنقید کرتے رہے ہیں اور حالات و واقعات نے ثابت کر دیا ہے کہ ہماری تنقید مبنی برحقیقت اور ملک کی خیرخواہی کے جذبہ سے ہوتی تھی۔ ملک کی سابقہ حکومتوں نے خارجہ پالیسی کو اس ڈگر پر ڈال دیا تھا کہ مغربی ممالک نے پاکستان کو گھڑے کی مچھلی سمجھنا شروع کر دیا تھا اور ملک کی ساکھ روز بروز بگڑ رہی تھی۔ وہ یہ باور کرنے کو ہی تیار نہ تھے کہ پاکستان بھی بین الاقوامی سیاسیات میں کوئی کامیاب رول ادا کر سکتا ہے۔ لیکن صدر ایوب خاں نے پچھلے دو تین سال میں اپنے ملک کی خارجہ پالیسی کی جو سمتیں تبدیل کی ہیں انہیں دیکھ کر تمام دنیا کے سیاسی مبصرین کو یہ یقین ہو چلا ہے کہ پاکستان نہ صرف ایشیا میں بلکہ عالمی سیاست میں اہم رول ادا کرنے کے لئے پر تول رہا ہے اور وہ دن دور نہیں جب کہ یہ افریقی ایشیائی ممالک میں مؤثر قوت بننے کے بعد عالمی سیاست کے دھاروں کو بدلنے میں کامیاب ہو جائے گا۔ اس وقت ایشیا میں جو پوزیشن صدر ایوب کو حاصل ہو رہی ہے کبھی یہ حیثیت پنڈت جواہر لال نہرو کو حاصل تھی اور پاکستان کی یہ حالت تھی کہ اکثر ملکوں میں لوگ پاکستان کو جانتے بھی نہیں تھے بلکہ اسے ہندوستان ہی کا ایک حصہ تصور کرتے تھے۔ اب بحمد اللہ تعالیٰ پاکستان کی خارجہ پالیسی کا رُخ کامیابی کی طرف ہے اور وہ روز بروز مؤثر ہوتی چلی جاتی ہے۔ کم از کم مغربی ممالک اور روس نے یہ سمجھنا ترک کر دیا ہے کہ پاکستان صرف امریکہ کا حاشیہ بردار ہے اور اس کے ہاتھ میں کٹھ پتلی بنا ہوا ہے۔ دوسری طرف ہندوستان جو ہمارا مدمقابل ہے چینی حملہ کے بعد اپنے دائرے میں سمٹ رہا ہے۔ امریکی فوجی امداد نے اسے روس کی نظروں میں کسی حد تک مشکوک کر دیا ہے۔ نوآبادیاتی نظام کے خلاف گروہ میں اس کی قدر و منزلت کم ہوئی ہے، چین سے اس کے تعلقات چھپے ڈھکے نہیں اور دوسرے ہمسایہ ممالک اسے ہوّا سمجھنے لگے ہیں۔ نتیجتاً ہندوستان کا وقار کم ہوا ہے بڑھا کسی حالت میں نہیں۔ اس کے برعکس چین اور پاکستان کی دوستی عالمی سیاست میں نیا رُخ اختیار کر رہی ہے۔ افریقی اور ایشیائی ممالک ان کے قریب آ رہے ہیں۔ یورپی ممالک میں فرانس بھی ان کا دم بھرتا ہے جس کی وجہ سے ان دونوں ممالک کی دوستی مغربی ممالک کے لئے پریشان کن بن گئی ہے۔ اب وہ آزمائش میں مبتلا ہیں اور پاکستان کو ٹھیک وہی حیثیت حاصل ہو گئی ہے جو ہندوستان کو حاصل تھی۔

ابتداً ہندوستان کیمونسٹ بلاک اور امریکن بلاک کے درمیان ایک رابطے اور پُل کی حیثیت رکھتا تھا اور غیر جانبداری کا ڈھنڈورا پیٹنے کے باعث بیک وقت چین اور روس کا بھی دوست تھا اور امریکہ و برطانیہ سے بھی دوستانہ مراسم رکھتا تھا۔ مسٹر ڈلس نے جو اُس وقت امریکہ کے وزیر خارجہ تھے ہندوستان کی غیر جانبداری کی پالیسی کو دشمنی پر محمول کیا اور پاکستان کو فوجی ایڈ ملنا شروع ہو گئی۔ چنانچہ روس اور چین سے پاکستان کے تعلقات کشیدہ سے کشیدہ تر ہو گئے اور پاکستان پوری طرح امریکن بلاک کی گود میں چلا گیا۔ امریکہ نے اسے گھڑے کی مچھلی سمجھ کر وقعت نہ دی اور روس اور چین اسے دشمن خیال کرتے رہے جس کی وجہ سے پاکستان کو بین الاقوامی سیاسیات کے میدان میں ہر مقام پر مات ہوتی رہی اور ہندوستان فتح کے شادیانے بجاتا رہا۔ اب صورتِ حال یکسر بدل گئی ہے۔ چین کے ساتھ ہندوستان کے تعلقات مستقل طور پر بگڑ چکے ہیں اور پاکستان چین سے تعلقات کو پوری طرح مضبوط کر کے اب روس کو ہموار کرنے کی کوشش میں ہے۔ دوسری طرف اگرچہ امریکہ اور برطانیہ کا حاشیہ نشین نہیں رہا مگر ان سے اپنے ظاہری تعلقات بگاڑے بھی نہیں اور وہ امریکہ کے فوجی معاہدوں سیٹو اور سینٹو میں بدستور شامل ہے جن کے باعث مغربی ممالک سے پاکستان کے تعلقات بہرحال قائم ہیں۔ اس طرح پاکستان، ہندوستان کے بجائے خود دونوں بلاکوں کے درمیان رابطے کی ایک کڑی بن گیا ہے اور انشاء اللہ جلد ہی بین الاقوامی سیاسیات میں وہ مقام حاصل کر لے گا جس کی تگ و دو میں یہ سرگرم کار ہے۔

ہماری دعا ہے کہ صدر ایوب خاں روس اور امریکہ کو رام کرنے اور اپنے ڈھب پر لانے میں کامیاب ہو جائیں اور ان کا روس اور امریکہ کا دورہ ہر اعتبار سے کامیاب ہو۔

میاں خان محمد صاحب کو صدمہ

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ، سرگودھا کے سفر سے واپس تشریف لائے تو ان کی زبانی پتہ چلا کہ چند دن ہوئے میاں خان محمد صاحب کلیار ایم پی اے ضلع سرگودھا کے والد میاں اللہ داد صاحب اللہ کو پیارے ہو گئے اور اب راجہ شمشیر علی خاں صاحب میاں صاحب کے بہنوئی تھے ہارٹ فیل ہو جانے سے رحلت فرما گئے ہیں۔

انا للہ وانا الیہ راجعون اس طرح میاں خان محمد صاحب کو چند ہی دنوں میں دو حادثوں سے دوچار ہونا پڑا والد محترم کا سایہ سر سے اٹھ گیا اور ہمشیرہ کی بیوگی کا صدمہ اٹھانا پڑا۔ اللہ تعالیٰ مرحومین کو جنت الفردوس میں مقام بلند عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ آمین

میاں اللہ داد صاحب مرحوم قطب العالم حضرت شیخ التفسیر قدس سرہ کے ابتدائی اور چہیتے مریدوں میں سے تھے حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے انہیں بے حد محبت اور عشق تھا اور ان کی بدولت سارے کا سارا خاندان ہی حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے متعلق ہو گیا تھا۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کے بعد اس خاندان نے اپنے اندر حیرت انگیز تبدیلیاں پیدا کر لیں۔ تمام اللے تللے جو زمینداروں کا مشغلہ ہوتے ہیں یکسر ترک کر دیئے، ذکر و شغل کو شعار بنا لیا اور دینی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے لگے۔ چنانچہ مدرسہ عربیہ دارالہدیٰ چوکیرہ جس کے

(باقی صفحہ ۶ پر)

مجلسِ ذکر

جمعرات ۲۸ر ذیقعدہ ۱۳۸۴ھ، یکم اپریل ۱۹۶۵ء

اطمینان قلب صرف ذکر اللہ سے حاصل ہوتا ہے

از:۔ مولانا عبید اللہ انور صاحب مدظلہ العالی

مرتبہ:۔ خالد سلیم ۔ بی اے

الحمد للہ و کفٰی وسلام علی عبادہ الذین اصطفٰی اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ

ترجمہ:۔ تم میرا ذکر کرو۔ میں تمہارا ذکر کروں گا۔ اور میرا شکر کرو۔ ناشکری نہ کرو۔ ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ

ترجمہ:۔ خبردار! اللہ کے ذکر ہی سے دلوں میں اطمینان نصیب ہوتا ہے۔

آج کوئی اولاد کی تعلیم کو ذریعہ تسکین قلب سمجھتا ہے۔ کوئی مال و دولت کی زیادتی کو۔ کوئی شکار کے شوق۔ کبوتر بازی۔ پتنگ بازی وغیرہ سے اطمینان قلب چاہتا ہے۔ لوگوں نے اپنی خواہشاتِ نفسانی کو پورا کرنے کیلئے مختلف شوق اپنائے ہوئے ہیں۔ کوئی لت پڑ جائے تو اس کو ہوبی (Hobby) کا نام رکھ دیتے ہیں۔ کسی کی ہوبی تصویریں جمع کرتا ہے۔ کسی کی تاش اور شطرنج کھیلنا، اور کسی کی کرکٹ وغیرہ ہے غرض یہ کہ اکثر لوگ اس طرح وقت ضائع کرتے کو اطمینان قلب سمجھتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ اطمینان قلب صرف اور صرف ذکر اللہ سے حاصل ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ کوئی چیز دل کو چین نہیں بخش سکتی۔ نہ دولت و اولاد کی زیادتی اور نہ بڑے بڑے کارخانے، کوٹھیاں اور موٹریں وغیرہ

دعا ہے کہ اللہ ہم سب کی ہوبی (HOBBY) اللہ کی یاد بنائے۔ اسوۂ نبویؐ کو اپنانے کا شوق عطا فرمائے اور اسی سے دل کو تسکین ملے گی۔ اور اس سے آخرت میں نجات ہوگی۔

حضرتؒ فرمایا کرتے تھے کہ قرآن کا خلاصہ ہے "بندے سے توڑ اور اللہ سے جوڑ" اللہ ہم سب کو اپنے سے رشتہ جوڑنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ کا احسان و شکر اور کرم ہے کہ اس نے آپ کو اپنی بارگاہ میں حاضر ہو کر اپنی اپنی یاد کی توفیق عطا فرمائی۔ جو اللہ کے دروازے پر نہیں آتے ان پر اللہ کی پھٹکار اور سزا ہے۔

آپ اللہ کی اس نعمت کا کثرت سے شکر ادا کرتے رہیں کہ گناہوں کے باوجود اس نے آپ کو اپنی بارگاہ میں آنے کی توفیق دی۔ ذکر اللہ کی توفیق اس کو ملتی ہے جس سے اللہ راضی ہو۔ عبادت اور ذکر اللہ کی توفیق بہت بڑی نعمت اور دولت ہے۔ دنیا کے سارے خزانے اس کے سامنے ہیچ ہیں۔

اگر کوئی کروڑ پتی لاکھ پتی بننے کے بعد کنگال ہو جائے اور دمڑی پائی کا محتاج ہو جائے اس کی جو بری حالت ہوگی اس سے زیادہ اس شخص کی بری اور خراب حالت ہے جو ذکر اللہ کرنے کے بعد اس کو چھوڑ دے۔ نمازی بننے کے بعد نمازوں میں کوتاہی کرے یا بالکل چھوڑ دے۔ یادِ الٰہی سے محروم ہونا اللہ تعالیٰ کی پھٹکار اور سزا کی نشانی ہے دنیا تو تخت پر بھی گذر جائے گی اور تختے پر بھی لیکن دولت ایمان اور ذکرِ اللہ کے بغیر دنیا و آخرت اور قبر میں چین نصیب نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو کثرت سے اپنی یاد کی توفیق عطا فرمائے۔ اور دولتِ ایمان اور ذکر اللہ سے محروم نہ کرے۔ خاتمہ ایمان کامل پر فرمائے۔ (آمین)

حضرت رحمۃ اللہ کی صحبت کے رنگے ہوئے حضرات کا رنگ پکا ہے جن کو حضرتؒ کی صحبت اور قرب نصیب نہیں ہوا ان کا رنگ کچا ہے۔ یاد رکھیں! ہزار عبادتوں اور ریاضتوں سے بڑھ کر اللہ والوں کی صحبت اختیار کرنا ہے۔ اس سے ذکر اللہ اور اسوۂ نبویؐ پہ چلنے کا شوق پیدا ہوتا ہے۔

حضرتؒ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے ہزاروں بڑے بڑے مقرر۔ عالم اور خطیبوں کا خاتمہ خراب ہوتے دیکھا ہے۔ کسی بڑے گناہ کی وجہ سے ان کی یہ حالت ہوگی۔

مولانا عبدالحق فاضل دیوبند تھے۔ وہ کسی گناہ کی سزا میں عیسائی ہو گئے اور پادری بن گئے۔ آپ دین کے معاملہ میں بڑی احتیاط کریں۔ حضورؐ کا ارشاد ہے کہ دنیا کے معاملے میں نیچے کو دیکھو۔ اور دین کے معاملے میں اپنے سے اونچے کو دیکھو۔ اپنی دنیا کی ہر حالت پر شکر ادا کرتے رہو۔ حرص کے مریض نہ بنو۔ کہ اس کے پاس موٹر ہے کوٹھی اور دولت ہے۔ میرے پاس بھی آ جاتے، بلکہ یہ دیکھو اور سوچو کہ فلاں کو روٹی کھانی نصیب نہیں، اور میں پیٹ بھر کر دو وقت کھانا کھا لیتا ہوں۔ فلاں آدمی کے پاس رہنے کے لئے مکان نہیں فلاں کو ملازمت نہیں ملتی اور اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ میرے پاس مکان بھی ہے اور ملازمت بھی۔

اگر آپ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں گے تو اللہ تعالیٰ آپ کو اور زیادہ اپنی نعمتیں دے گا۔ اس کا ارشاد ہے

لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ

اگر تم میرا شکر کرو گے تو بہت زیادہ دوں گا۔

لیکن ہماری حالت یہ ہے کہ ہم کھاتے پیتے ہیں ہر طرح آرام ہے مگر سب کچھ ہونے کے باوجود کہتے ہیں کہ مر گئے۔ لوٹے گئے۔ پوری نہیں پڑتی اور اسی کوشش میں لگے رہتے ہیں کہ کسی طرح ہمیں زمین، موٹر، کوٹھی اور

بھینس بن جاتے۔ اتنا نہیں سوچتے کہ ہو سکتا ہے کہ ہم ان چیزوں کو حاصل کر کے عیش و عشرت میں پڑ جائیں اور اللہ کی یاد کو بھول کر اپنے ایمان کو خراب کریں۔

حضرات! صحابہ کرامؓ نے دنیا کے مال و دولت کو اللہ کی راہ میں لٹا دیا۔ انہوں نے اللہ کی یاد کو دنیا کے عیش و آرام پر ترجیح دی۔ ان کی اس قربانی پر اللہ تعالیٰ نے ان کو دنیا میں جنتی ہونے کی بشارت دے دی۔ دنیا اور یہاں کی ہر چیز فانی ہے۔ بقا صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کو اور اس کی یاد کو ہے جو لمحہ بھی اللہ کی یاد میں گزرے گا سونے میں تل کر اس کا اجر ملے گا۔ خلوص نیت پر اللہ تعالیٰ اس کا اجر جتنا چاہے گا بڑھاتے گا۔

حضرت موسےٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے بارگاہِ الٰہی سے قرب حاصل کرنے کے لئے کوئی ذکر پوچھا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کثرت سے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھا کرو۔ حضرت موسےٰؑ نے کہا کہ اے میرے پروردگار! یہ ذکر تو سارے پڑھتے ہیں۔ میں کوئی مخصوص ذکر چاہتا ہوں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے موسےٰؑ اگر اس ذکر کو ترازو کے ایک پلڑے میں رکھ دیا جائے اور دنیا اور آسمان کی ساری چیزیں دوسرے پلڑے میں رکھ دی جائیں تو کلمہ والا پلڑہ بھاری ہوگا۔

اس کلمہ "لا اِلٰہ الا اللہ" کی بارگاہِ الٰہی میں بے انتہا قدر و منزلت ہے۔ کلمہ کا مطلب یہ ہے کہ ہمارا اللہ کی ذات کے سوا کسی سے تعلق نہیں۔ ہمارا حاجت روا ہے تو اللہ۔ مشکل کشا ہے تو صرف اللہ۔ وہی نفع و نقصان دینے والا ہے اور وہی اولاد و رزق عطا کرنے والا ہے۔ یعنی یہ کلمہ سب معبودگان باطل کا سر کاٹ کر صرف اللہ سے تعلق جوڑ دیتا ہے۔ اس کو پڑھ کر انسان اقرار کرتا ہے کہ میں اللہ کی بارگاہ کے علاوہ کسی کے آگے سر نہیں جھکاؤں گا۔ کسی کو مشکل اور حاجت کے وقت نہیں پکاروں گا۔ اللہ ہی کی رضا کے لئے زندگی بسر کروں گا۔ اور اللہ ہی کے لئے اپنی جان، مال ہر چیز قربان کر دوں گا کلمہ کا دوسرا جزو محمد رسول اللہ پڑھنے

سے انسان اقرار کرتا ہے کہ میرا اوڑھنا بچھونا، چلنا پھرنا۔ کھانا پینا، لین دین، غرض دنیا کے سارے معاملات اللہ تعالیٰ کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم کے مطابق ہوں گے اور میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق و تعلیمات کے مطابق زندگی بسر کروں گا۔

بد قسمتی ہے کہ ہم مسلمان تو کہلاتے ہیں لیکن ہماری سیرت نہ صورت مسلمانوں جیسی ہے۔ حضرت فاطمہؓ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس غلام لینے کے لئے آئیں تاکہ گھریلو کام میں کچھ آسانی ہو جائے تو آپؐ نے فرمایا کہ اے بیٹی! میں تجھے ایسی چیز نہ بتا دوں جو غلام سے زیادہ تجھے دنیا و آخرت میں آرام دے، اور وہ یہ ہے کہ تم ہر نماز کے بعد اور سونے کے وقت ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ ۳۳ مرتبہ الحمدللہ اور ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر پڑھا کرو۔

اللہ کے رسولؐ نے اپنی بیٹی کو ایسا تحفہ دیا جو ساری امت کے لئے تحفہ اور نجات کا ذریعہ بن گیا۔

معزز حضرات! اللہ کی عبادت کا مقصد یہ ہے کہ انسان کا صرف اللہ کی ذات کے ساتھ جوڑ ہو جائے۔ اسی کو راضی کرنے کے لئے کوشش کرے۔ یہ جوڑ فقط یادِ الٰہی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات اور اخلاق کو اپنانے سے پیدا ہوگا۔

حضرتؒ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے اپنے گناہوں کا سائن بورڈ بنایا ہوا ہے ہر رات اس کو دیکھ کر اپنے نفس کو ذلیل و ملامت کرتا ہوں۔

ہم ذرا اپنے گریبانوں میں منہ ڈال کر دیکھیں کہ ہمارا کیا حال ہے کہ ہم کتنا اللہ کی رضا کے لئے کام کرتے ہیں۔ اور کتنی کوشش نفس امارہ کو خوش کرنے کے لئے۔

ہم کو بھی اپنے گناہوں کا سائن بورڈ بنانا چاہیے۔ اور رات کو اسے دیکھ کر اپنے نفس کو ملامت و ذلیل کرنا چاہیے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو کثرت سے ذکرِ الٰہی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اس سے اطمینان قلب حاصل ہوگا اور یہی نجات کا ذریعہ ہے۔

وَ آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

بقیہ :- اداریہ

روح رواں ملک کے مشہور عالم باعمل اور حضرت شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفۂ مجاز حضرت مولانا سید احمد شاہ صاحب بخاری ہیں اسی خاندان کا صدقۂ جاریہ ہے۔ راجہ شمشیر علی خان صاحب مرحوم کی بیوہ بھی حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت اور نہایت ہی عابدہ زاہدہ خاتون ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو یہ صدمۂ جانکاہ برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اپنے بچوں کے سر پر تادیر سلامت رکھے۔ آمین

ادارہ خدام الدین میاں خان محمد صاحب کلیار، اُن کے خاندان اور اپنی بہن کے غم میں برابر کا شریک ہے۔ قارئین خدام الدین سے درخواست ہے کہ وہ مرحومین کے لئے دعائے مغفرت فرمائیں

سانحہ ارتحال

یہ خبر انتہائی افسوس اور رنج کے ساتھ سنی جائے گی، کہ مولانا منظور احمد شاہ صاحب کہروڑوی ناظم دفتر تنظیم اہل سنت ملتان پاکستان کے والد محترم طویل علالت کے بعد ۲۷ مارچ کے دن انتقال فرما گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور اپنی رحمتوں سے نوازے آمین۔

ادارہ خدام الدین مولانا منظور احمد شاہ صاحب کے غم میں شریک ہے اور قارئین سے اپیل کرتا ہے کہ وہ مرحوم کے لئے ایصالِ ثواب فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

قبول اسلام

شہر او تھل ضلع بیلہ کی رہنے والی ایک ہندو عورت جس کی عمر ۱۷ سال اور نام ٹھاکی تھا نے اسلام قبول کر لیا۔ قبولِ اسلام کے بعد اس کا نام ممتاز بیگم رکھا گیا ہے۔ اس کے لئے دعائے استقامت کی استدعا ہے۔

(محمد صدیق پیش امام جامعہ مسجد او تھل ضلع بیلہ)

مدرسہ اسلامیہ فاروقیہ ملتان کا گیارہواں سالانہ جلسہ بتاریخ ۹، ۱۰، ۱۱ اپریل ۱۹۶۵ء بمقام قاسم باغ ملتان میں منعقد ہو رہا ہے۔

خطبہ جمعہ ۲۹ ذیقعدہ ۱۳۸۴ھ، ۲ر اپریل ۱۹۶۵ء

عیدالاضحیٰ اور قربانی کی رُوح

از مولانا عبیداللہ انور مدظلہ العالی

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ (سورہ کوثر)

پس اپنے رب کے لئے نماز پڑھا کیجئے اور قربانی کیجئے۔

حاشیہ شیخ الاسلام رح

اتنے بڑے احسان کا شکر بھی بہت بڑا ہونا چاہیئے۔ تو چاہیئے کہ آپ اپنی روح، بدن اور مال سے برابر اپنے رب کی عبادت میں لگے رہیں۔ بدنی اور روحی عبادات میں سب سے بڑی چیز نماز ہے اور مالی عبادات میں قربانی ایک ممتاز حیثیت رکھتی ہے کیونکہ قربانی کی اصل حقیقت جان کا قربان کرنا تھا۔ جانور کی قربانی کو بعض حکمتوں اور مصلحتوں کی بنا پر اس کے قائم مقام کر دیا گیا جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ اسلام کے قصہ سے ظاہر ہے اس لئے قرآن میں دوسری جگہ بھی نماز اور قربانی کا ذکر ساتھ ساتھ کیا ہے۔

قل ان صلوتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العلمین لا شریک لہ وبذلک امرت وانا اول المسلمین o

(انعام رکوع ۲)

تنبیہ:- بعض روایات میں "والنحر" کے معنی سینہ پر ہاتھ باندھنے کے آئے ہیں مگر ابن کثیرؒ نے ان روایات میں کلام کیا ہے اور ترجیح اس قول کو دی ہے کہ "النحر" کے معنی قربان کرنے کے ہیں گویا اس میں مشرکوں کو تعریض ہوئی کہ وہ نماز اور قربانی بتوں کیلئے کرتے تھے۔ مسلمانوں کو یہ کام خالص خدائے واحد کے لئے کرنا چاہئیں۔

عمل نبوتؐ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز عید سے فارغ ہوکر اپنی قربانی ذبح کرتے اور فرماتے تھے جو شخص ہماری نماز پڑھے اور ہم جیسی قربانی کرے اس نے شرعی قربانی کی اور جس نے نماز سے پہلے ہی جانور ذبح کر لیا اس کی قربانی نہیں ہوئی۔

دو تہوار

مسلمانوں کے صرف دو تہوار ہیں۔ عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ۔ اہل علم کے نزدیک عیدالاضحیٰ کا مرتبہ عیدالفطر سے بڑا ہے اور اس کا نام عید اکبر یا بڑی عید ہے۔

عیدالاضحیٰ کی فضیلت

حدیث میں آیا ہے امام احمد، ابوداؤد اور حاکم نے حضرت عبداللہ بن قرطؓ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک تمام دنوں میں سب سے زیادہ عظمت والا دن اللہ کے نزدیک قربانی کا دن ہے اور پھر قر کا دن۔ قربانی کا دن عیدالاضحیٰ کا دن ہے اور قر کا دن عیدالاضحیٰ کے بعد والا دن یعنی ذی الحجہ کی گیارہویں تاریخ ہے۔

عیدالاضحیٰ کی فضیلت کے اسباب

عیدالاضحیٰ کے دن کو تمام دنوں پر فضیلت دینے کی وجہ یہ ہے کہ اس دن تمام روئے زمین کے مسلمان اپنے مرکز پر جمع ہوکر فریضۂ حج ادا کرنے کی خوشی میں بارگاہ رب العزت میں سجدہ ریز ہوتے ہیں اور اس طرح اپنے خالق اور مالکِ حقیقی کا شکرانہ ادا کرتے ہیں اور اسلام کے نظام اجتماعی کا مکمل نظارہ پیش کرتے ہیں۔ اس کے برعکس جمعہ میں صرف محلے کے لوگ اور عیدالفطر کے دن صرف ایک شہر کے لوگ جمع ہوکر اسلام کے نظام اجتماعی کا جزوی خاکہ پیش کرتے ہیں۔

دوسرا سبب اس دن کی فضیلت کا یہ ہے کہ اس دن سیدنا ابراہیم علیہ اسلام کے جذبۂ ایثار و فدائیت کی یاد تازہ کی جاتی ہے۔ ملتِ ابراہیمی حضرت ابراہیم علیہ اسلام کی سنتوں کو زندہ کرتی ہے اور اُن کے نقشِ قدم پر چلنے کا عہد کرتی ہے۔ ظاہر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنیادِ ابراہیمی پر شریعت محمدی کا قصر تعمیر فرمانے کے لئے مبعوث ہوئے تھے اور اس دن تمام مناسک ابراہیمی ادا کئے جاتے ہیں اس لئے اس دن کو تمام دنوں پر فضیلت و بزرگی حاصل ہے۔

سنتِ ابراہیمی کے تجدید و احیاء کا معاہدہ

درحقیقت عیدالاضحیٰ کی تقریب سیدنا ابراہیم علیہ اسلام کی سنت کے تجدید و احیاء کا ایک معاہدہ ہے اور اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو رضائے الٰہی کے حصول کی خاطر قربانی کی یاد تازہ کرائی تاکہ امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر فرد سے ابراہیمی خوشبو آئے اور ہر کلمہ گو کا ایمان ابراہیمی ایمان کے نور سے مشابہ ہو۔

قربانی کی رُوح

اگر غور کیا جائے تو حضرت ابراہیم علیہ اسلام کی پوری زندگی اپنے اندر عبرت و بصیرت کا خزانہ رکھتی ہے اور قدم قدم پر ہمیں صحیح اور حقیقی انسانی زندگی کا درس دیتی ہے۔ خلیل اللہ علیہ اسلام کی سیرت صاف طور پر بتاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکام و فرائض کی پابندی کرنا اور اعلائے کلمۃ الحق اور حصول رضائے ایزدی کی خاطر قربانی پیش کرنے ہی کا نام اسلام ہے۔

گائے یا دنبہ ذبح کرنا صرف ایک علامتی نشان ہے۔ اصلی قربانی تو یہ ہے کہ انسان وطن، مال و اولاد اور ہر چیز حتیٰ کہ اپنی جان کا ہدیہ بارگاہِ ایزدی میں پیش کر کے یہی کہے ؎

جان دی، دی ہوئی اُسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

اللہ تعالیٰ ہم میں یہی روح پیدا فرمائے۔ آمین

عید کا دن اور اس کے مستحبات

عید کے دن صبح کو غسل کرنا، مسواک کرنا، اچھے کپڑے پہننا، خوشبو لگانا، عیدگاہ کی طرف پیدل چلنا، ایک راستے سے جانا اور دوسرے راستہ سے واپس آنا یہ تمام افعال مستحب ہیں عیدالاضحیٰ کے دن بغیر ناشتہ کے عیدگاہ جانا مستحب ہے۔ راستہ میں تکبیر پڑھتے ہوئے جانا چاہیئے۔ تکبیر کے الفاظ یہ ہیں:۔

اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد

عید کی نماز دو رکعتیں معہ زائد چھ تکبیروں کے ادا کرنی چاہیئے۔ نیت کے لئے اسی قدر کافی ہے کہ عیدالاضحیٰ کی دو رکعتیں مع چھ تکبیروں کے پیچھے اس امام صاحب کے ادا کرتا ہوں۔ پہلی مرتبہ اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ کانوں تک اٹھائیں اور ناف کے نیچے باندھ لیں۔ سبحانک اللّٰھم پڑھیں پھر اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ کانوں تک اٹھائیں اور چھوڑ دیں (اس طرح تین مرتبہ کریں) چوتھی مرتبہ تکبیر کہتے ہوئے ہاتھ اٹھائیں اور باندھ لیں۔ اب امام قرأت پڑھے اور مقتدی خاموش کھڑے رہیں۔ یہ چار تکبیریں ہوئیں جن میں سے ایک تو تکبیر تحریمہ ہے اور تین تکبیریں زائد ہیں۔ جب دوسری رکعت کے رکوع کا وقت آئے تو رکوع میں جانے سے پہلے اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ اٹھائیں اور چھوڑ دیں۔ پھر تکبیر کہتے ہوئے ہاتھ اٹھائیں اور چھوڑ دیں۔ پھر تکبیر کہتے ہوئے ہاتھ اٹھائیں اور چھوڑ دیں۔ چوتھی مرتبہ بغیر ہاتھ اٹھائے ہوئے اللہ اکبر کہیں اور رکوع میں چلے جائیں۔ یہ بھی چار تکبیریں ہوئیں۔ ایک تکبیر تو رکوع میں جانے کی ہے اور تین تکبیریں زائد ہیں۔ باقی نماز اپنی حالت پر ہے۔

مسبوق کا حکم

جو شخص امام کی تکبیر تحریمہ کے بعد آ کر نماز میں ملے اس کو چاہیئے کہ وہ ہاتھ اٹھا کر اپنی تکبیریں کہہ لے۔ لیکن اگر امام رکوع میں چلا گیا ہو تو پھر فوراً رکوع میں مل جائے اور پھر ہاتھ اٹھائے بغیر رکوع ہی میں تین بار اللہ اکبر کہہ لے۔ اگر ایک یا دو تکبیریں باقی تھیں کہ امام رکوع سے کھڑا ہو گیا تو یہ بھی امام کے ساتھ کھڑا ہو جائے۔ اس حالت میں تکبیریں ساقط ہو جائیں گی۔ اگر ایک شخص کی ایک رکعت منتقل جاتی رہے اور دوسری امام کے ساتھ پڑھ لے تو جب وہ اپنی پہلی رکعت فوت شدہ پڑھنے کھڑا ہو تو شروع میں تکبیریں نہ کہے بلکہ رکوع میں جاتے وقت تکبیریں ادا کرتے یعنی پہلی رکعت فوت شدہ مثل دوسری رکعت کے ادا کرے لیکن اگر کسی کی دوسری رکعت بھی فوت ہو جائے اور وہ دوسرے رکوع کے بعد امام کے ساتھ شریک ہو تو پھر دونوں رکعتیں باقاعدہ مقررہ ترتیب کے ساتھ ادا کی جائیں۔

خطبہ مسنونہ

نماز کے بعد خطبہ ضرور سننا چاہیئے۔ اگر فاصلہ ہو تو پھر بھی اپنی جگہ بیٹھا رہے اور خطبہ ختم ہونے کے بعد عیدگاہ سے نکلے۔ لوگوں پر سے پھلانگنا سخت مذموم اور گناہ کی بات ہے۔

قربانی کے جانور حسب ذیل ہیں

بکری۔ دنبہ۔ بھیڑ۔ مینڈھا۔ گائے۔ بھینسا۔ اونٹ۔ اونٹنی، صرف ان جانوروں کی قربانی جائز ہے۔ ان کے سوا اور کسی جانور کی قربانی جائز نہیں۔

ان عیبوں والے جانور کی قربانی ناجائز ہے

(۱) اندھا (۲) کانا (۳) ایک آنکھ کی تہائی حصہ روشنی یا اس سے زیادہ جاتی رہی ہو (۴) ایک کان تہائی یا تہائی سے زیادہ کٹ چکا ہو یا کان پیدائش ہی سے نہ ہوں (۵) دم تہائی یا تہائی سے زیادہ کٹ گئی ہو۔ (۶) اتنا لنگڑا کہ تین پاؤں کے سہارے چلتا ہو۔ چوتھے پاؤں پر زور نہ دے سکے (۷) اتنا لاغر اور دبلا کہ ہڈیوں میں بھی گودا نہ رہا ہو (۸) دانت بالکل نہ ہوں یا دانتوں کی اکثریت گر چکی ہو (۹) سینگ بالکل جڑ سے ٹوٹ چکے ہوں (۱۰) اتنی سخت خارش کہ جس سے بالکل لاغر ہو گیا ہو (۱۱) جس کے تھن خشک ہو چکے ہوں یعنی دودھ کے قابل ہی نہ رہے ہوں (۱۲) ایسا بیمار کہ گھاس نہ کھا سکے۔

قربانی کے جانور کا تندرست ہونا اور عیوب سے مبرا ہونا محض اس لئے رکھا گیا ہے کہ انسان کو اسے ذبح کرتے وقت درد محسوس ہو اور اس میں جذبہ ایثار و قربانی پیدا ہو سکے۔ ناکارہ چیز کو قربان کرنے میں انسان کو کوئی تکلیف نہیں ہوتی اور نہ اسے کچھ ایثار کرنا پڑتا ہے۔ دوسرے اللہ رب العزت کے حضور جو چیز پیش کی جانے والی ہے اسے ہر حال میں عمدہ اور قیمتی ہونا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں قربانی کی حقیقت سے آشنا ہونے کی سعادت سے بہرہ ور فرمائے۔ اور ہم میں قربانی کی روح پیدا کرے۔ (آمین)

بقیہ: حضرت ابراہیمؑ

میں بھر بھر کر لاتے ہیں مگر خدا کی قدرت اس پانی میں نہ کوئی کمی آج تک آئی ہے اور نہ ہی آئے گی اس جگہ بحکم خداوندی حضرت ابراہیم نے آ کر حضرت اسماعیل کو ساتھ لے کر اللہ کا گھر بنایا یہی وہ پاک گھر ہے جسے بیت اللہ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے اور اس کی طرف رخ کر کے پانچوں نمازیں ادا کی جاتی ہیں۔ علامہ اقبال نے خوب کہا ہے:۔

دنیا کے بت کدوں میں پہلا وہ گھر خدا کا
ہم اس کے پاسباں ہیں وہ پاسباں ہمارا

اور جس کا حاجی لوگ دن رات طواف کرتے ہیں اس جگہ صفا و مروہ کی پہاڑیاں ہیں جن پر حاجی لوگ دوڑ کر اللہ کی پاک بندی حضرت ہاجرہ کی (جو پانی کی تلاش میں دوڑی تھیں) ادا کو تازہ کرتے ہیں۔

غرضیکہ حضرت خلیل کی ساری زندگی اسی طرح خدا کی راہ میں قربانیاں دیتے دیتے گذر گئی آپ نے تقریباً ایک سو پچھتر ۱۷۵ برس عمر پائی اور ملک شام میں دفن کئے گئے

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

انقلابی تفسیر

گزشتہ سے پیوستہ

سُوۡرَۃُ الۡمُنٰفِقُوۡن

(مدنی سورت ہے)

از:- امام انقلاب حضرت مولانا عبید اللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ —— مرتبہ:- خدا بخش بشیر احمد بی اے

(۱) اِذَا جَآءَكَ الۡمُنٰفِقُوۡنَ قَالُوۡا نَشۡهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوۡلُ اللّٰهِ ۘ وَاللّٰهُ يَعۡلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوۡلُهٗ ؕ وَاللّٰهُ يَشۡهَدُ اِنَّ الۡمُنٰفِقِيۡنَ لَـكٰذِبُوۡنَ ۞

ترجمہ: جب منافق آپ کے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں ہم گواہی دیتے ہیں کہ بے شک آپ اللہ کے رسول ہیں اور اللہ جانتا ہے کہ بے شک آپ اس کے رسول ہیں اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ بے شک منافق جھوٹے ہیں۔

منافقین کی منافقت

منافق کہتے ہیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور ان کا یہ کہنا صحیح ہے اس لئے کہ اس میں تو کوئی شک ہی نہیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں مگر ان کا آپ کو رسول کہنا محض زبانی ہے وہ دل سے مان کر رسول اللہ نہیں کہتے ویسے ہی کہتے ہیں یہ لوگ رسول اللہ کو رسول اللہ بھی کہتے رہیں گے اور اس کے کام میں رکاوٹیں بھی ڈالتے رہیں گے اس لئے ان کا یہ زبانی دعویٰ جھوٹا ہے۔ اِتَّخَذُوۡۤا اَيۡمَانَهُمۡ جُنَّةً فَصَدُّوۡا عَنۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ ؕ اِنَّهُمۡ سَآءَ مَا كَانُوۡا يَعۡمَلُوۡنَ ۞

اگر ان سے کہا جائے کہ تم رسول اللہ کو رسول اللہ مانتے ہو تو وہ قسمیں کھا کھا کر یقین دلانے کی کوشش کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ کو مانتے ہیں حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی خلاف ورزی پر اصرار کرتے ہیں اور لوگوں کو بھی اس سے روکتے ہیں اب زبانی قسمیں کھا کھا کر کہنا کہ ہم رسولؐ کو مانتے ہیں نہایت برا کام ہے اس طرح کی سوسائٹی پیدا کرنا جرم ہے۔ قرآن حکیم وہ پہلی کتاب ہے جس نے علم کی غایت اصلی عمل کو قرار دیا ہے علم اگر معاشرے کی ترکیب میں داخل ہے تو معاشرہ بغیر افراد کے عمل کے حقیقی صورت اختیار نہیں کر سکتا قرآنی عمرانیات علم کی عظمت علم و عمل کے امتزاج سے ظاہر ہوتی ہے۔ معاشرے اور علم کی مناسبت سے عمل کو جو اہم مقام حاصل ہے وہ آج کی عمرانیات کا اہم مسئلہ ہے چنانچہ دورِ جدید کے مشہور ماہر عمرانیات (Talcatt Peesons) معاشرے کے وجود اور ارتقا کے لئے عمل پر بہت زور دیتا ہے لیکن قرآن حکیم نے علم و عمل کے لزوم کو انسانی زندگی کے لئے جس قدر ضروری قرار دیا ہے وہ ٹالکوٹ پارسنز کی ضخیم کتابوں سے کہیں زیادہ مؤثر ثابت ہوا ہے۔ صحیح علم پڑھنے کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ کام کا ارادہ پیدا ہو جائے جب صحیح علم سے کام کا ارادہ پیدا نہ ہو تو اس پڑھنے کا کیا فائدہ؟ فرض کرو کہ ہم ایک کتاب اس شرط کے ساتھ پڑھتے ہیں کہ اس پر عمل نہیں کریں گے اس کتاب کے پڑھنے کی فضیلت کی سند تو مل جائے گی اور پڑھا بھی سکیں گے لیکن یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ اس قسم کا کام انسانیت کیلئے زہر قاتل ہے

منافقت کا سبب

ع۳:- ذٰلِكَ بِاَنَّهُمۡ اٰمَنُوۡا ثُمَّ كَفَرُوۡا فَطُبِعَ عَلٰى قُلُوۡبِهِمۡ فَهُمۡ لَا يَفۡقَهُوۡنَ ۞

ان کی یہ ذہنی حالت کیوں ہے؟ اس کا سبب یہ ہے کہ پہلے تو ارادہ کرتے ہیں کہ ہم یہ کتاب پڑھتے ہیں تاکہ اس پر عمل کریں، پھر مشکل چیز آ جاتی ہے یعنی جان دینی پڑتی ہے اس وقت جان چرا جاتے ہیں پھر ان کے دلوں میں اس غلطی کی ندامت پیدا ہوتی ہے یہ ان کا دوبارہ ایمان لانا ہے پھر دوسری دفعہ جان دینے کا موقعہ آتا ہے تو پھر جان چرا جاتے ہیں اس طرح بار بار کرتے رہنے سے جان چرانے کی عادت پختہ ہو جاتی ہے اور وہ بے عملی میں پختہ ہو جاتے ہیں پھر ان کے دلوں سے یہ احساس ہی جاتا رہتا ہے کہ قرآن پر عمل کرنا ضروری ہے۔

یہ نصوص و آیات حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے دور کے بے عمل اور منافق افراد کی حد تک محدود نہیں بلکہ دورِ جدید کے اصول عمرانیات کے مطابق بھی یہ آئتیں ان لوگوں کی ذہنیت کی ترجمانی کرتی ہیں جو اسلام کو موجودہ سائنٹفک تہذیب کے مقابلے میں بے اثر ناقابلِ عمل اور ختم شدہ قوت (shent up force) سمجھتے ہیں۔

فَطُبِعَ عَلٰى قُلُوۡبِهِمۡ

دلوں پر مہر لگ جانے کا مطلب

اب ان کے دلوں میں عمل کرنے کا ارادہ پیدا ہی نہیں ہوتا۔ یہ مطلب ہے دلوں پر مہر لگ جانے کا۔

فَهُمۡ لَا يَفۡقَهُوۡنَ ۞

آخر میں یہ احساس بھی پیدا نہیں ہوتا کہ علم کا عمل کے ساتھ کچھ تعلق ہے لیکن ان کی عقلی قوتیں تندرست ہوتی ہیں۔

ع۴:- وَاِذَا رَاَيۡتَهُمۡ تُعۡجِبُكَ اَجۡسَامُهُمۡ ؕ وَاِنۡ يَّقُوۡلُوۡا تَسۡمَعۡ لِقَوۡلِهِمۡ ؕ كَاَنَّهُمۡ خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ ؕ يَحۡسَبُوۡنَ كُلَّ صَيۡحَةٍ عَلَيۡهِمۡ ؕ هُمُ الۡعَدُوُّ فَاحۡذَرۡهُمۡ ؕ قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ اَنّٰى يُؤۡفَكُوۡنَ ۞

منافقین کی ظاہری حالت

اگر ان کی صورتیں دیکھو تو بھلے آدمیوں کی سی نظر آئیں گی۔

وَاِنۡ يَّقُوۡلُوۡا تَسۡمَعۡ لِقَوۡلِهِمۡ

اگر وہ باتیں کریں تو سننے کو خواہ مخواہ جی چاہتا ہے۔ تقریر خوب کر سکتے ہیں اور ایسی لچھے دار باتیں کرتے ہیں کہ

سننے والا چاہے کہ سنتا ہی رہے۔

منافقین کی حقیقت

لیکن حقیقت میں خشک لکڑیاں ہیں جنہیں گویا دیوار سے ٹیک لگا کر کھڑا کر دیا گیا ہے سرسبز نہیں ہیں کہ آپ ہی کھڑی رہیں وہ گویا لکڑی کی خوبصورت پتلیاں ہیں جن میں عمل کی طاقت نہیں ہے

يَحْسَبُونَ كُلَّ صَيْحَةٍ عَلَيْهِمْ:

بلند آواز سے زور سے بات کی جائے، تو اسے برداشت نہیں کر سکتے۔ اسے اپنے لئے مضر سمجھتے ہیں وہ چاہتے ہیں کہ آہستہ بات کی جائے آہستہ اس لئے کہ کوئی سلیم الفطرت انسان سن کر عمل نہ کرنے لگ جائے جس سے انقلابی پارٹی پیدا ہوتی ہے اس لئے وہ آپس ہی میں سرگوشیاں ہی کرتے رہتے ہیں اس تحریک کو عدو میں لانا مضر سمجھتے ہیں۔

هُمُ الْعَدُوُّ:-

تحریک کے اصل دشمن یہی ہیں۔ اس لئے کہ یہ تحریک کی عام دعوت کو روکتے ہیں۔

فَاحْذَرْهُمْ

ان سے ہمیشہ بچتے رہو اور تحریک کے مرکز کے قریب نہ آنے دو۔

قاتلهم الله

منافقین کو قتل نہ کیا جائے

اللہ انہیں ہلاک کرے گا کوئی صورت ایسی پیدا ہو جائے گی کہ یہ خود بخود مر جائیں گے اس قسم کے لوگوں کی عمداً ہلاک کرنے سے فساد پیدا ہو سکتا ہے اور خدا ہی انہیں سمیٹ لے تو اچھا رہتا ہے۔

أَنَّى يُؤْفَكُونَ:-

کیسے پھرے جاتے! انہیں سمجھایا جائے تو بات سمجھ جاتے ہیں مگر پھر بھی پھر جانے کا ڈھنگ نکال لیتے ہیں اعتراض بھی نہیں کر سکتے مگر کام بھی نہیں کرتے یہ بھی ثابت نہیں ہونے دیتے کہ یہ دین سے پھر گئے ہیں یہ ان کی عقلمندی ہے کہ پھرے ہوئے ہونے کے باوجود پھرا ہوا ہونا ظاہر نہیں ہونے دیتے۔

عہ: وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُولُ اللَّهِ لَوَّوْا رُءُوسَهُمْ وَرَأَيْتَهُمْ يَصُدُّونَ وَهُمْ مُسْتَكْبِرُونَ ۝

ان کی غلطیاں معمولی نہیں ویسی نہیں جیسی ایک سلیم الفطرت انسان سے کبھی کبھار ہو جاتی ہیں اس قسم کے انسان کو اس کی غلطی کی طرف متوجہ کیا جاتا ہے تو وہ اُسے تسلیم کر لیتا ہے مگر انہیں متوجہ کیا جاتا ہے تو یہ غلطی کے ماننے کو تیار نہیں ہوتے ان سے کہا جاتا ہے کہ تم سے اتفاق سے غلطی ہو گئی آؤ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جا کر اقرار کر لو وہ اللہ سے تمہارے لئے دعا کریں گے۔

لَوَّوْا رُءُوسَهُمْ

وہ اس کے لئے تیار نہیں ہوتے اور سر پھیر لیتے ہیں۔

يَصُدُّونَ وَهُمْ مُسْتَكْبِرُونَ ۝

وہ کہتے ہیں کہ ہم کیسے اعتراف قصور کریں وہ محسوس کرتے ہیں کہ اس طرح ان کی توہین ہوتی ہے چنانچہ ایک دوسرے کو روکتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر اعتراف نہ کریں۔

علا: سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ أَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ أَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ لَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ ۝

منافقت روکنے کی انسانی تدبیر

رسول اللہ صلعم چاہتے ہیں کہ سوسائٹی میں احکام الٰہی کی نافرمانی کا مرض عام طور پر نہ پھیلے اس لئے ان خطاکاروں سے کہا جاتا ہے کہ تم سے غلطی بھولے سے ہوتی ہے آؤ ہم تمہارے لئے مغفرت طلب کریں مگر خدا تعالیٰ رسول اللہ صلعم کو یہ سمجھانا چاہتے ہیں کہ تمہاری یہ شفقت ان منافقین کے لئے مفید نہیں ہوگی تمہارا ان کے لئے مغفرت طلب کرنا یا نہ کرنا برابر ہے اللہ انہیں نہیں بخشے گا۔

إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ ۝

اس قسم کا قصداً بدکاری کرنے والے لوگوں کو جو قانون شکنی کو عادت بنا لیں ہدایت کا کوئی سامان نہیں دیا جاتا انقلابی جماعت میں اس قسم کے منافقین کو راہ نہیں دی جاتی۔ ایسے لوگ ہوتے ہوئے رجعت پسند جماعت میں داخل ہو جاتے ہیں۔

هُمُ الَّذِينَ يَقُولُونَ لَا تُنْفِقُوا عَلَىٰ مَنْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ حَتَّىٰ يَنْفَضُّوا ۗ وَلِلَّهِ خَزَائِنُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَٰكِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَا يَفْقَهُونَ ۝

منافقین کا طریق کار

منافقین کے افعال بتدریج انقلابی تحریک کی مخالفت پر ختم ہوتے ہیں وہ انقلابی تحریک کی دو طرح مخالفت کرتے ہیں۔

انقلاب کی مالی امداد سے دست کشی

لَا تُنْفِقُوا عَلَىٰ مَنْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ حَتَّىٰ يَنْفَضُّوا

وہ اس انقلابی تحریک کی مالی، امداد بند کر کے اسے برباد کر دینا چاہتے ہیں وہ سازش کرتے ہیں کہ جو لوگ رسول اللہ صلعم کے پاس جمع ہوتے ہیں اور کام کرتے ہیں انہیں خرچ مت دیا کرو جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ یہ لوگ منتشر ہو جائیں گے۔

وَلِلَّهِ خَزَائِنُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَٰكِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَا يَفْقَهُونَ ۝:

حقیقت یہ ہے کہ ان منافقین کی شرارتوں سے انقلابی کارکن یعنی مسلمان بھاگیں گے نہیں اور نہ دل تنگ ہوں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ انہیں اور خزانے سے عطا فرما دے گا صرف ان منافقین کے پاس ہی دولت نہیں ہے۔ اگر یہ اپنی امداد بند کر دیں گے تو اللہ کسی اور کے دل میں ڈال دے گا وہ ان کارکنوں کو کھانے دے گا زمین آسمان کے سب خزانے اللہ کے ہیں خدا جانے کس خزانے سے انہیں رزق پہنچ جائے گا رزق نہ پہنچنے کی وجہ سے تو وہ منتشر نہیں ہوں گے۔

(باقی آئندہ)

خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔ (ادارہ)

جدّ الانبیاء

حضرت ابراہیم خلیل اللہ

علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام

محمد اقبال نعمانی خطیب
جامع مسجد مرکزی کالگڑھ
(گوجرانوالہ)

(۱) مسلمانوں کی عیدیں:- ہر قوم کی عیدیں یا قومی جشن ہوتے ہیں مسلمانوں کے دو قومی جشن ہیں پہلا جشن رمضان المبارک کے اختتام پر منایا جاتا ہے یہ دراصل خدا کی آخری کتاب قرآن کریم کا جشن ہے جو رمضان المبارک کے مہینے میں اترنا شروع ہوا تھا دوسرا جشن وہ ہے جسے عام طور پر قربانی کی عید کہا جاتا ہے اس لئے کہ اس موقع پر قربانیاں دیتے ہیں اور ہر سال یہ سبق دہراتے رہتے ہیں کہ اگر ضرورت پڑی تو ہم اپنی جانیں اسی طرح خدا کی راہ میں قربان کریں گے جس طرح جانور قربان کرتے ہیں یہ عید دراصل خدا کے جلیل القدر پیغمبر اور خدا کے خلیل حضرت ابراہیم علیہ اسلام کی یادگار ہے جن سے نبیوں کا ایک لمبا سلسلہ چلا خود ہمارے رسول اکرم حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم بھی حضرت ابراہیمؑ ہی کی اولاد میں سے تھے۔

پیدائش اور وطن:- آج سے کوئی چار ہزار برس قبل کا ذکر ہے کہ عراق میں دریائے فرات کے کنارے ایک شہر آباد تھا جسے "اور" کہتے تھے یعنی "مدینہ" اس کے کھنڈر اب تک موجود ہیں اس شہر میں ایک شخص کے ہاں لڑکا پیدا ہوا جس کا نام ابراہیم رکھا گیا رات کو اس کی پیدائش کی خوشی میں جشن منایا گیا جب صبح ہونے کو تھی تو لوگوں نے کیا دیکھا کہ مشرق میں ایک روشن ستارہ نکلا اور آسمانوں کے چاروں کونوں کے چاروں ستاروں کو کھا گیا نجومیوں نے بادشاہ سے کہا کہ جو بچہ پیدا ہوا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ بڑی عزت اور ناموری پائے گا اس کی اولاد اس ملک پر بادشاہی کرے گی بادشاہ یہ سُن کر ڈرا اور بچے کو قتل کرنے کی تدبیریں کیں لیکن باپ نے اسے جنگل کے ایک غار میں چھپا دیا جہاں اسکے دس سال گذرے اسی بچے کو خدا نے پیغمبر بناکر مقام خلت عطا کیا اس نے دنیا میں خدا کی توحید کا جھنڈا اس طریقہ پر بلند کیا کہ آج تک چلا جا رہا ہے حضرت ابراہیم جس قوم میں پیدا ہوئے وہ خدا کو بھول چکی تھی اور چاند سورج اور ستاروں کو پوجا کرتی تھی بہت سے بت بنا لئے تھے جن کی عبادت پر بڑا ناز کیا کرتے تھے لیکن حضرت ابراہیم بچپن ہی سے نہایت سمجھدار اور روشن ضمیر تھے جیسا کہ خود اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَلَقَدْ آتَيْنَا إِبْرَاهِيمَ رُشْدَهُ مِن قَبْلُ وَكُنَّا بِهِ عَالِمِينَ۔ اور بلا شبہ ہم نے ابراہیم کو اوّل ہی سے رشد و ہدایت عطا کی تھی اور اس کے (معاملہ) کے جاننے والے تھے وہ بھلا اُن ستاروں یا چاند یا سورج کو کیونکر خدا مان سکتے تھے جو نکلتے تھے پھر چھپ جاتے تھے، ان بتوں کو کیونکر خدا مان سکتے تھے جنہیں لوگ اپنے ہاتھوں سے تراش کر بناتے تھے اور جو نہ بول سکتے تھے نہ ہاتھ پاؤں ہلا سکتے تھے نہ کسی کے نفع اور نقصان کے مالک بن سکتے تھے اور انہیں جہاں رکھ دیا وہاں رہتے جب تک کوئی شخص اٹھاکر دوسری جگہ نہ رکھتا ان باتوں کا دل میں آنا فطرت کی نیکی تھی جس نے حضرت ابراہیم کے دل میں جوش مارا خدا کے دیئے ہوئے ایمان کا نور تھا جس کی کرنیں ان کے اندر سے پھوٹیں - آج یہ چیزیں شاید انوکھی معلوم نہ ہوں لیکن چار ہزار برس پہلے کی اس دنیا کا نقشہ اپنے دماغ میں جماؤ جس کی آنکھوں کانوں اور عقلوں پر غفلت کا اندھیرا چھا گیا تھا۔ اس اندھیرے میں ایک شخص نے اٹھ کر خدا کی ہدایت کا چراغ جلایا اور وہ باتیں کیں جو چار ہزار سال گذر جاتے پر بھی روشنی کا مینار ہیں چنانچہ آپ قوم کی یہ حالت دیکھ کر قوم سے یوں مخاطب ہوتے ہیں مَا هَٰذِهِ التَّمَاثِيلُ الَّتِي أَنتُمْ لَهَا عَاكِفُونَ قَالُوا وَجَدْنَا آبَاءَنَا لَهَا عَابِدِينَ۔ یہ مجسمے کیا ہیں جس کو تم لئے بیٹھے ہو کہنے لگے ہم نے اپنے باپ دادا کو ان کی پوجا کرتے پایا ہے ابراہیم نے کہا بلا شبہ تم اور تمہارے باپ دادا کھلی گمراہی میں ہیں انہوں نے جواب دیا کیا تو ہمارے لئے کوئی حق لایا ہے یا یوں ہی مذاق کرنے والوں کی طرح کہتا ہے حضرت ابراہیم نے کہا یہ بت تمہارے بنائے ہوئے ہیں لیکن تمہارا پروردگار زمینوں اور آسمانوں کا پروردگار ہے جس نے ان سب کو پیدا کیا ہے اور میں اسی بات کا قائل ہوں اسی طرح حضرت ابراہیم آہستہ آہستہ لوگوں کو سمجھاتے رہے تم بتوں کو چھوڑ دو اور ایک خدا کے آگے سر جھکاؤ جو سب کا پیدا کرنے والا اور پالنے والا ہے جب کوئی نہ سمجھا تو اپنے دل میں فیصلہ کر لیا لوگ باہر گئے ہوئے تھے حضرت اٹھے اور کلہاڑی لے کر بت خانے کے سارے بت تہ تیغ کر کے خاک میں ملا دیئے پھر کلہاڑی سب سے بڑے بت کے گلے میں ڈال کر چل دیئے۔ لوگوں نے واپس آکر یہ نقشہ دیکھا تو فوراً بھانپ گئے کہ حضرت ابراہیم کا کام ہے اس لئے کہ وہ ایک پاک روح تھی جو بتوں کی پوجا سے روکتی رہتی تھی کاہنوں اور سرداروں نے جب یہ سنا تو غم و غصہ سے سرخ ہو گئے اور کہنے لگے اس کو مجمع کے سامنے پکڑ کر لاؤ تاکہ سب دیکھیں مجرم کون شخص ہے ابراہیمؑ سامنے لائے گئے تو بڑے رعب و داب سے انہوں نے پوچھا "اے ابراہیم تو نے ہمارے دیوتاؤں کے ساتھ یہ کیا کیا ہے! جب آپ نے دیکھا کہ اب باطل کا پول کھلنے اور حق کے اظہار کا عجیب موقع ہے تو

یوں گویا ہوئے فَسْئَلُوْهُمْ اِنْ كَانُوْا يَنْطِقُوْنَ ۔ اگر یہ بولتے ہیں تو ان سے پوچھو۔ وہ نادم ہو کر بولے کہیں بت بھی بولا کرتے ہیں جب ان کو خود اقرار کرنا پڑا کہ یہ ہمارے بت بولنے کی طاقت نہیں رکھتے تو آپ نے فرمایا افسوس تم پر کہ ان بتوں کی پوجا کرتے ہو جو بول بھی نہیں سکتے اور کسی کو فائدہ یا نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ اَفَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكُمْ شَيْئًا وَّلَا يَضُرُّكُمْ اُفٍّ لَّكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ کیا تم اللہ کو چھوڑ کر ان چیزوں کی پوجا کرتے ہو جو تم کو نہ کچھ نفع پہنچا سکتے ہیں اور نہ نقصان تم پر افسوس اور تمہارے ان معبودان باطل پر بھی جن کو تم اللہ کے سوا پوجتے ہو کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے قوم کے پاس اس کا کوئی جواب نہ تھا لیکن اوچھے آدمیوں کا طریقہ ہوتا ہے کہ جب کسی بات کا جواب سمجھ میں نہیں آتا تو جوش میں آ جاتے ہیں اور عقل کی کمی کو غصے کی زیادتی سے پورا کرتے ہیں بادشاہ نے حکم دیا کہ ابراہیم کو آگ میں ڈال دو میدان میں ایک بڑا گڑھا کھدوا کر آگ جلائی گئی درباری اور عوام تماشا دیکھنے کی غرض سے جمع ہو گئے، اور حضرت ابراہیم پر سکینہ طاری تھا آپ بالکل مطمئن تھے آگ کی لپٹیں آسمان تک پہنچ رہی تھیں کائنات کا ذرہ ذرہ حیران و پریشان تھا کہ اے اللہ آج تیرے خلیل کے ساتھ کیا ہو گا اے اللہ تعالیٰ اپنے خلیل کو اس آگ سے بچا لے ملائکہ دست بدعا ہیں کہ اے عرش و فرش کے مالک اپنے خلیل پر سے اس آزمائش کو ٹال دے۔ بالآخر جلیل القدر ملائکہ باری باری حاضر ہو کر اپنی اپنی خدمات پیش کرتے ہیں مگر اللہ کے خلیل مطمئن اور کسی کی بات پر کان بھی نہیں دھرتے، فرشتو مجھے کسی کی امداد کی حاجت نہیں بالآخر ملائکہ حضرت خلیل سے عرض کرتے ہیں حضور ہماری خدمات منظور نہیں تو اپنے رب کے دربار میں دعا کیجئے آپ جواباً ارشاد فرماتے ہیں دعا تو میں تب کروں اگر وہ میرے حال سے بے خبر ہو جب وہ میرے حال سے باخبر ہے تو میں اپنے رب کی رضا کے ساتھ راضی ہوں، کفار کا خیال ہے کہ بس اب طاقت کے ذریعے صداقت کو پامال کر کے رکھ دیا جائے گا اور حضرت ابراہیم کو آگ جلا دے گی لیکن انہیں یہ خبر نہیں کہ جس خدا نے آگ کو حرارت بخشی ہے اور جلانے کی طاقت دی ہے وہ اس کو ٹھنڈا کرنے پر بھی قادر ہے غرض مشکیں کس کر آپ کو آگ میں ڈال دیا گیا اللہ تعالیٰ کی طرف سے آگ کو حکم ہوتا ہے

یا نار کونی بردًا و سلامًا علیٰ ابراھیم

اے آگ ابراہیم پر ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو جا۔ ان کے گرتے ہی آگ گلزار بن گئی اور حضرت ابراہیم بال بال بچ گئے۔

علامہ اقبال نے خوب کہا ہے :-

آج بھی ہو جو ابراہیم کا ایمان پیدا
آگ کر سکتی ہے انداز گلستان پیدا

وطن سے ہجرت :- جب حضرت ابراہیم نے دیکھا کہ اس قوم کے اندر روشنی اور سچائی کو ماننے اور قبول کرنے کا کوئی جوہر باقی نہیں رہا آپ اپنی بیوی سارہؓ اور بھتیجے حضرت لوط کو لے کر عراق سے نکلے اور کلدانیں چلے گئے اور کچھ دنوں بعد مران یا حران کی طرف روانہ ہو گئے حضرت ابراہیم اس طرح تبلیغ کرتے کرتے فلسطین پہنچ گئے اور وہاں سے عازم مصر ہوئے وہاں ملک جبار کا واقعہ پیش آیا حضرت سارہؓ کی کرامت دیکھ کر بادشاہ نادم ہوا اور عزت کے ساتھ آپ کو رخصت کیا اور اپنی بیٹی حضرت ہاجرہ حضرت خلیل کو عنایت کی تاکہ جو آپ کی دل آزاری ہوئی ہے اس کا ازالہ ہو سکے۔ اللہ تعالیٰ نے اس بیوی یعنی حضرت ہاجرہ کے بطن سے ایک لڑکا عطا کیا جس کا نام اسماعیل رکھا گیا قریش کی نسل انہی سے چلی۔ اس وقت حضرت ابراہیم کی عمر چھیاسی برس کی تھی ظاہر ہے کہ اس عمر میں اولاد کتنی پیاری ہوتی ہے ایک رات کو خواب دیکھتے ہیں کہ چھری ہاتھ میں لے کر بیٹے اسماعیل کو ذبح کر رہا ہوں آپ سمجھ گئے کہ بیٹے کو قربان کرنے کا حکم دیا ہے اللہ کی محبت اور فرمانبرداری میں فیصلہ کر لیا کہ بیٹے کو قربان کر دیں گے جب بیٹے سے اس کا ذکر کیا تو وہ بھی فوراً تیار ہو گئے اور کہنے لگے ابا جان آپ خدا کا حکم پورا کریں اللہ تعالیٰ نے چاہا تو آپ مجھے صابر پائیں گے آخر خاندان نبوت کا چشم و چراغ تھا علامہ اقبال نے خوب کہا ہے :-

یہ فیضان نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی
سکھائے کس نے اسماعیل کو آداب فرزندی

جب باپ اور بیٹا دونوں حکم خداوندی بجا لانے کے لئے تیار ہو گئے اور باپ نے بیٹے کو پچھاڑا اور سینہ معصوم پر گھٹنا رکھا اور چھری پتھر پر رگڑی معصوم اسماعیل پر چھری چلنے والی تھی آواز آئی تھم جاؤ ابراہیم اپنا ہاتھ روک لو تمہارا امتحان ہو چکا ہے یہی پاک قربانی تھی جس کی یاد میں مسلمان ہر سال لاکھوں قربانیاں کرتے ہیں اور قیامت تک کرتے رہیں گے ابھی اس آزمائش سے فارغ ہی ہوئے تھے کہ معاً دوسری آزمائش کا وقت آ گیا کیونکہ ہر شخص اپنے مرتبہ کے مطابق آزمایا جاتا ہے چنانچہ حکم ہوتا ہے ابراہیم اپنے اکلوتے بیٹے اسماعیل اور پیاری بیوی ہاجرہؑ کو ایک ایسے ویران میں جا کر آباد کرو جہاں نہ پینے کے لئے کوئی پانی کا چشمہ ہو نہ دھوپ سے بچنے کے لئے کوئی سایہ دار درخت آپ نے تسلیم و رضا کی گردن جھکائی اور اونٹ پر بیوی بچے کو سوار کر کے صحرا کی طرف روانہ ہو گئے جب ایسا چٹیل میدان آیا یہاں نہ پانی ہے اور نہ کوئی بسترہ گویا کہ وہاں کی مٹی ہزاروں برس سے پانی کو ترس رہی ہے تو حکم ہوا بیوی بچے کو یہیں آباد کرو آپ اس خوفناک جنگل میں بیوی بچے کو خدا کے سپرد کر کے روانہ ہو گئے وہاں دور دور تک پانی کا نشان نہ تھا خدا نے بی بی ہاجرہ کی دعا سنی اور اسماعیل کے لئے ایک چشمہ جاری کر دیا اسی کو آج چاہ زمزم کے نام سے پکارا جاتا ہے اور کروڑوں حاجی ہر سال اس کا پانی پیتے ہیں عزیزوں اور دوستوں کے لئے بطور تحفہ پیپوں اور کپیوں

(باقی صفحہ ۸ پر)

عشرہ ذی الحجہ

حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ !

بزرگانِ محترم !

ماہِ ذی قعدہ ختم ہوا چاہتا ہے۔ حاجی صاحبان عشق و سرمستی کی تصویر بنے کوچۂ محبوب کی طرف رواں دواں ہیں اور ذی الحجہ کا چاند فلک کے دریچہ سے جھانکنے کو تیار کھڑا ہے اس لئے مناسب یہی ہے کہ اس جمعہ عشرۂ ذی الحجہ کے عنوان سے اپنی معروضات آپ حضرات کی خدمت میں پیش کر دوں۔ عشرۂ ذی الحجہ کے بیان سے پہلے ضروری ہے کہ ماہ ذی الحجہ کی وجہ تسمیہ عرض کر دی جائے۔

وجہ تسمیہ

اس مبارک مہینہ کو ذی الحجہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس میں اسلام کا ایک مقدس فریضہ اور دین مبین کا پانچواں رکن ادا کیا جاتا ہے چنانچہ اسی مناسبت سے یہ مہینہ ذی الحجہ یعنی حج کے مہینہ کے نام سے موسوم ہے۔

عشرۂ ذی الحجہ

یکم ذی الحجہ سے لے کر دس ذی الحجہ تک کے دن عشرۂ ذی الحجہ کہلاتے ہیں۔ ان دس دن کی احادیث میں بہت فضیلت آئی ہے اور قرآن عزیز میں بھی ان کا تذکرہ موجود ہے۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے

وَالْفَجْرِ وَلَیَالٍ عَشْرٍ ۝

قسم ہے فجر کی اور دس راتوں کی

احادیث اور اقوال سلف سے ثابت ہے کہ دس راتوں سے مراد ماہ ذی الحجہ کی پہلی دس راتیں ہیں۔ چنانچہ احمد اور نسائی نے حضرت جابرؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "عشر" سے مراد عید الاضحیٰ کے دس دن ہیں۔ علامہ ابن جریرؒ نے حضرت ابن عباسؓ اور مجاہدؒ سے روایت ہے کہ "وَلَیَالٍ عَشْرٍ" سے مراد عید قربان کی اول دس راتیں ہیں۔ شاہ عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ نے بھی موضح القرآن میں "وَلَیَالٍ عَشْرٍ" سے مراد یہی دس راتیں لی ہیں۔ غرض اللہ تعالیٰ کا ان دس راتوں کی قسم کھانا ان کی بزرگی و عظمت پر بیّن دلیل ہے۔

عشرۂ ذی الحجہ کے فضائل

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے

مَامِنْ ایام العمل الصالح فیھا احب الی اللہ عزّو جل مِنْ ھذہ الایام یعنی ایام العشر قیل یا رسول اللہ ولا الجھاد فی سبیل اللہ؟ قال ولا الجھاد فی سبیل اللہ اِلاَّ رَجلاً خرج بنفسہٖ وَمالہٗ ثم یرجع بشیٍٔ۔

یعنی ان دس دن (عشرہ ذی الحجہ) کی عبادت اللہ جل شانہ کو کس قدر محبوب ہے اس کے مقابلہ میں دوسرے دنوں کی اتنی محبوب نہیں ہے۔ کسی نے دریافت کیا یا رسول اللہ! خدا کے راستے میں جہاد کرنا بھی ان دنوں کے اعمال کے مساوی نہیں ہو سکتا؟ آپ نے فرمایا" ان دنوں کا مقابلہ جہاد بھی نہیں کر سکتا۔ البتہ اگر کوئی شخص اپنا مال اور جان دونوں میدان جہاد میں قربان کر دے اور دونوں میں سے کوئی چیز بھی واپس نہ آئے تو ایسا جہاد بیشک ان دنوں کے اعمال صالحہ کا مقابلہ کر سکتا ہے

حضرت ابن عمرؓ کی روایت کے الفاظ اس طرح ہیں۔

مامن ایام اعظم عند اللہ و لا احب الیہ العمل فیھن من ھذہ الایام العشر فاکثروا فیھن من التسبیح والتحمید والتھلیل والتکبیر۔

عشرۂ ذی الحجہ کے نیک عمل دوسرے دنوں کے مقابلہ میں اللہ کو بہت پسندیدہ ہیں پس ان دنوں میں تسبیح، تحمید، تہلیل اور تکبیر یعنی سبحان اللہ، الحمد للہ، لا إلٰہ الا اللہ، اور اللہ اکبر خوب کثرت سے پڑھا کرو۔

تمام ایام دنیا میں ذی الحجہ کے ابتدائی

دس دن افضل ہیں

حدیث میں آتا ہے:۔

ان افضل ایام الدنیا۔ ایام ھذہ العشر قیل یا رسول اللہ والا مثلھن فی سبیل اللہِ قال الامن عفر وجھہ فی التراب

یعنی تمام ایام دنیا میں سے ذی الحجہ کے دس دن افضل ہیں۔ کسی نے عرض کیا جو دن جہاد میں صرف ہوں وہ دن بھی ان دنوں کی فضیلت کا مقابلہ نہیں کر سکتے؟ فرمایا" ایسا جہاد تو ان دنوں کا مساوی ہو سکتا ہے۔ جس میں مجاہد کا چہرہ خون آلود ہو جائے اور وہ میدانِ جہاد ہی میں قربان ہو جائے

سب سے پسندیدہ دن

مَامِنْ اَیَّامٍ اَحَبَّ اِلَی اللہِ تعالیٰ اَنْ یَّتَعَبَّدَ لَہٗ فِیْھَا مِنْ عَشْرِ ذِی الْحِجَّۃِ یُعْدَلُ صِیَامُ کُلِّ یَوْمٍ مِنْھَا بِصِیَامِ سَنَۃٍ وَ قِیَامُ کُلِّ لَیْلَۃٍ مِنْھَا بِقِیَامِ لَیْلَۃِ الْقَدْرِ

اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی دن جس میں خدا کی عبادت کی جائے ذی الحجہ کے عشرہ سے زیادہ محبوب نہیں۔ ان میں ہر دن کے روزہ رکھنے کا ثواب سال بھر کے روزوں کے ثواب کے برابر ہے اور ان میں ہر رات کی عبادت کا ثواب لیلۃ القدر کی عبادت کے ثواب کے برابر ہے۔

ایک سال کے روزے کا ثواب

حضرت ابن عباسؓ کی روایت میں ارشاد نبوی ہے۔

مَنْ صیام العشر فلہ بکل یوم صوم شھر ولہ بصوم التروبۃ سنۃ

جس شخص نے دس دن کے روزے رکھے اس کو ہر روزے کے بدلے میں ایک مہینہ کے روزوں کا ثواب ملتا ہے۔ اور آٹھویں تاریخ کے روزے کا ثواب ایک سال کے برابر ہے۔

ہزار دن کے برابر ایک دن

حضرت انسؓ بن مالک سے روایت ہے کہ کہا جاتا تھا کہ ذی الحجہ کے دس دنوں میں سے ہر دن فضیلت میں ایک ہزار دن کے مساوی ہے اور عرفہ کا دن دس ہزار دن کے برابر ہے۔

دو سال کے گناہوں کا کفارہ

حضرت ابو قتادہؓ کی روایت میں نویں تاریخ کے روزے کو دو سال کے گناہوں کا کفارہ فرمایا گیا ہے۔

ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں

احتسب علی اللہ ان یکفر السنۃ التی قبلہ والسنۃ التی بعدہ

یعنی یوم عرفہ کا روزہ ایک سال اور ایک سال بعد کے گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے۔

حاصل

مذکورہ بالا تمام روایات سے یہ نکلا کہ عشرہ ذی الحجہ کے دن بڑے ہی بابرکت پر عظمت اور بزرگی کے دن ہیں ان دنوں میں اللہ کی یاد کثرت سے کرنا، اس کی حمد و ثناء بیان کرنا تسبیح و تقدیس اور تہلیل میں ہمہ وقت مشغول رہنا درحقیقت حق تعالیٰ شانہٗ کی رضامندی کا تمغہ حاصل کرنا اور اپنی نجات کا سامان کرنا ہے اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کا ہم پر یہ بہت بڑا احسان ہے کہ اس نے ہمیں اپنے پیارے حبیب جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں پیدا کیا ان کے ذریعہ سے نیکی و بدی میں تمیز کرائی اور ہمیں راہ ہدایت پر چلایا۔ پھر مزید احسان یہ فرمایا کہ ہماری نجات آخروی کے لئے آسان آسان نسخے بتائے اور معمولی معمولی اعمال کے عوض جنت کی خوشخبریاں دیں۔ یہ اس کا فضل و احسان اور اپنے بندوں کو نوازنے کا ڈھنگ نہیں تو کیا ہے کہ ایک ایک دن کی عبادت کو ہزار ہزار دن کی عبادت کے برابر قرار دیا جا رہا ہے اور فقط ایک دن کے روزہ کو دو سال کے گناہوں کا کفارہ بتایا جا رہا ہے لیکن ہماری بدبختی کی بھی حد ہے کہ ہم ان نادر موقعوں اور رعائتوں سے فائدہ نہیں اٹھاتے اور غفلت میں وقت گزار دیتے ہیں اول تو انسان کو کسی وقت بھی اپنے خالق و مالک اور محسن حقیقی کی یاد سے غافل نہیں ہونا چاہیئے کیونکہ اس کی بندگی کا تقاضا یہی ہے لیکن اگر یہ نہ ہو سکے تو کم از کم یہ ضرور ہونا چاہیئے کہ ہم فرائض و واجبات کو باقاعدگی سے ادا کریں اور اللہ کی خصوصی رحمت و توجہ کے اوقات کو غفلت میں نہ گنوائیں کم از کم یہی اوقات اس کی یاد میں وقف کر دیں اور اس کی مغفرت کا دروازہ کھٹکھٹائیں تاکہ وہ راضی ہو جائے۔

اب عشرہ ذی الحجہ کے مبارک ایام آ رہے ہیں۔ آپ ان دنوں کے فضائل ملاحظہ فرمائیے۔ کم از کم ان دنوں میں ہی اللہ کو راضی کرنے کی کوشش کرو اور اس کی رحمتوں سے جھولیاں بھرنے کی فکر کرو۔

یقین جانیئے! کریم و رحیم آقا کا دروازہ کھٹکھٹانے سے کوئی سائل محروم نہیں رہ سکتا اور وہ تو ایسا دینے والا ہے کہ اس کی بخشش کا دروازہ تازیست بند ہی نہیں ہوتا۔

کاش آپ کے گوشِ دل تک میری یہ آواز پہنچ سکے اور آپ مالک حقیقی کی بارگاہ میں سرِ نیاز جھکا کر اس کی نظر شفقت و رحمت کو اپنی طرف متوجہ کر سکیں۔

حضرت پیران پیر سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ

محبوب سبحانی رحمۃ اللہ علیہ نے غنیۃ الطالبین میں تحریر فرمایا ہے:۔

کہتے ہیں کہ جو شخص ان دس ایام کی عزت کرتا ہے اللہ دس چیزیں دے کر اس کی عزت افزائی کرتے ہیں۔

(۱) عمر میں برکت (۲) مال میں زیادتی (۳) اولاد کی حفاظت (۴) گناہوں کی اکفار (۵) نیکیوں میں دوگنا اضافہ (۶) جان کنی میں آسانی (۷) تاریکیوں میں روشنی (۸) میزان (نیکیوں کے پلڑا) کو وزنی بنانا (۹) دوزخ کے طبقات سے نجات (۱۰) جنت کے درجات پر عروج

جس نے اس عشرہ میں کسی مسکین کو کچھ خیرات دی اس نے گویا پیغمبروں کو دیا۔ جس نے ان دنوں میں کسی بیمار کی بیمار پرسی کی گویا اس نے اللہ کے اولیاء اور ابدال کی عیادت کی۔ جو ان ایام میں کسی جنازہ کے ساتھ گیا گویا وہ شہیدوں کے جنازوں کے ساتھ گیا۔ جس نے کسی مومن کو ان دس دنوں میں لباس پہنایا اللہ اس کو اپنی طرف سے خلعت پہنائے گا جس نے کسی یتیم پر مہربانی کی اللہ اس پر مہربانی کرے گا اور جو اس زمانہ میں کسی علمی مجلس میں شریک ہوا گویا وہ انبیاء اور پیغمبروں کی مجلس میں شریک ہوا۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ

فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں عشرہ ذی الحجہ کی راتوں میں بصرہ کے قبرستان میں تھا دیکھتا ہوں کہ ایک قبر سے چمکتا ہوا نور نکلا۔ مجھے اسے دیکھ کر سخت تعجب ہوا۔ اسی تعجب میں تھا کہ مجھے ایک آواز آئی "اے سفیانؒ تجھے ذی الحجہ کے پہلے دس دن کے روزے رکھنے چاہئیں۔ اگر تو ایسا کرے گا تو تیری قبر میں سے بھی ایسا ہی نور نکلتا دکھائی دے گا"

دوسرا واقعہ

اسی طرح میں نے ایک بزرگ کا واقعہ کہیں پڑھا ہے۔ ان کے متعلق لکھا ہے کہ انہوں نے خواب دیکھا کہ گویا قیامت ٹوٹ پڑی ہے۔ اور میدان قیامت سامنے ہے۔ میدان قیامت میں انہیں اپنا ایک دوست نظر آیا جس کے آگے دس نور چلے جاتے ہیں اور ان کے اپنے پیچھے صرف دو نور ہیں۔ انہیں اس بات پر تعجب ہوا۔ چنانچہ انہیں بتایا گیا کہ اس میں حیرت و تعجب کی کوئی بات نہیں۔ اس شخص نے عرفہ کے دس برس تک روزے رکھے تھے اور تو نے صرف دو برس کے دو ہی روزے رکھے ہیں۔

حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ

غنیۃ الطالبین میں لکھا ہے چونکہ حضرت آدم علیہ اسلام کی توبہ اللہ جل شانہٗ نے اسی عشرہ کی برکت سے قبول فرمائی تھی اس لئے اگر کوئی مومن رب کا نافرمان ہو جائے تو خواہش نفس کا اتباع کرنے لگے پھر ان دنوں میں توبہ کر لے، اللہ کی طرف رجوع کر لے اور فرمانبردار بن جائے تو اللہ اپنی مہربانی سے اس پر رحم فرمائے گا اور اس کا گناہ بخش دے گا اور اپنی رحمت سے اس کے گناہوں کو نیکیوں سے بدل دے گا۔

نتیجہ

یہ نکلا کہ ہر شخص کو عشرہ ذی الحجہ میں اپنے گناہوں سے توبہ کرنی چاہیئے اللہ کی طرف رجوع کرنا چاہیئے، اس کی غلامی کا طوق اپنی گردن میں ڈالنا چاہیئے اور یہ عہد کرنا چاہیئے کہ ساری زندگی حق تعالیٰ شانہٗ کی فرمانبرداری اور بندگی میں گزاروں گا اور اس کی اطاعت سے سرمو انحراف نہیں کروں گا۔

عرفہ کے دن

خاص طور پر اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کی عبادت میں زیادہ سرگرمی دکھانی چاہیئے کیونکہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ عرفہ کے دن سے افضل کوئی دن نہیں اللہ تعالیٰ عرفہ کے دن زمین والوں کے ذریعہ آسمان والوں پر فخر کرتا ہے اور فرماتا ہے "میرے بندوں کو دیکھو۔ پراگندہ حال، غبار آلودہ بال دور دراز راستوں سے آئے ہیں۔ میری رحمت کے امیدوار ہیں اور میرے عذاب سے ڈرتے ہیں۔ روز عرفہ سے زیادہ دوزخ سے رہائی کا کوئی دن نہیں۔

دوزخ سے آزادی کا دن

حدیث میں آتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، عرفہ کا دن ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ نیچے کے آسمان پر اتر آتا ہے (یعنی بندوں پر اپنی خصوصی رحمت نازل فرماتا ہے) اور حاجیوں کی وجہ سے ملائکہ پر فخر کرتا ہے اور فرماتا ہے "میرے ملائکہ! میرے بندوں کو دیکھو۔ کس طرح بکھرے بال گرد آلودہ دور دراز راستوں سے آئے ہیں۔ میری رحمت کے امیدوار ہیں اور میرے عذاب سے ڈرتے ہیں۔ (دیکھو!) جس شخص کی ملاقات کے لئے کوئی آئے اس پر حق ہے کہ آنے والے کی عزت کرے۔ میزبان پر مہمان کی عزت کرنا لازم ہے۔ گواہ رہو! کہ میں نے ان کی مغفرت کر دی اور ان کا طعام جنت کی مہمانی کو قرار دیا۔ ملائکہ عرض کرتے ہیں اے پروردگار ان میں تو فلاں مغرور مرد اور متکبر عورتیں بھی شامل ہیں۔ اللہ فرماتا ہے میں نے ان کو بھی بخش دیا روز عرفہ سے زیادہ دوزخ سے آزادی کا دن اور کوئی نہیں۔

دوسری شہادت

نافع رح کی روایت ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہٗ نے فرمایا میں نے خود سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے۔ عرفہ کے دن اللہ اپنے بندوں کو (رحم کی) نظر سے دیکھتا ہے اور جس شخص کے دل میں ذرہ کے برابر بھی ایمان ہوتا ہے اس کو بخشے بغیر نہیں چھوڑتا۔ میں نے ابن عمر رض سے عرض کیا "کیا سب لوگوں کو بخش دیتا ہے یا صرف عرفہ والوں کو؟ فرمایا نہیں بلکہ سب لوگوں کو۔

تیسری شہادت

حضرت ابن عباس رض فرماتے تھے یوم عرفہ حج اکبر کا دن ہے۔ یہ ہی روز مباہات ہے۔ اللہ اس دن نچلے آسمان پر اتر آتا ہے اور فرشتوں سے فرماتا ہے۔ میرے بندوں کو دیکھو زمین پر انہوں نے میری تصدیق کی پس روز حج سے زیادہ آزادی کا دن کوئی نہیں۔

انسانی اعمال پر فرشتوں کی گواہی کی حکمت

یہ جو احادیث میں بار بار آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے۔ دیکھو میرے بندے کس حال میں میری عبادت کر رہے ہیں کس طرح لذات و شہوات سے کنارہ کشی کر کے میری رحمت کے امیدوار ہیں اور میرے عذاب سے ڈرتے ہیں تو اس کی حکمت یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ اسلام کو خلیفہ بنانا چاہا تو فرشتوں نے یہ درخواست کی تھی۔

اَتَجْعَلُ فِيهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَاءَ

کیا آپ پیدا کریں گے زمین میں ایسے لوگوں کو جو فساد کریں گے اور خونریزیاں کریں گے۔

اب حق تعالیٰ شانہٗ انہیں ہر ہر مرحلہ پر یہ احساس دلاتے ہیں کہ دیکھو میرے یہ بندے فساد پھیلانے والے اور خونریزیاں کرنے والے ہیں؟ یہ تو عبادت گزار اور طاعت گزار ہیں اسی طرح حق تعالیٰ شانہٗ اپنے طاعت گزار بندوں پر خوش ہوتے ہیں ان پر فخر کرتے ہیں اور فرشتوں کو ان کے سوال کا عملی جواب دیتے ہیں۔

غرض

غرض یہ کیا جا رہا تھا کہ عشرہ ذی الحجہ کی بہت فضیلت احادیث نبوی میں بیان ہوئی ہے اور ان دنوں میں بندگانِ خدا کو حق تعالیٰ شانہٗ کی زیادہ سے زیادہ بندگی کرنی چاہیئے۔

عشرہ ذی الحجہ کے دوران کے اعمال اور دعائیں

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس شخص نے عشرہ ذی الحجہ کی کسی تاریخ رات بھر عبادت کی تو اس نے گویا سال بھر حج اور عمرہ کرنے والے کی سی عبادت کی اور جس نے عشرہ ذی الحجہ کا کوئی روزہ رکھا تو گویا پورا سال اللہ کی عبادت کی۔

عشرہ ذی الحج کی نماز

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہٗ کی روایت ہے۔ آپ نے فرمایا عشرہ ذی الحجہ آ جائے تو عبادت کی کوشش کرو۔ عشرہ ذی الحجہ کے ایام کو اللہ نے بزرگی عطا فرمائی ہے اور اس عشرہ کی راتوں کو بھی وہی عزت دی ہے جو اس کے دنوں کو دی ہے اگر کوئی شخص اس عشرہ کی کسی رات کے آخری تہائی حصہ میں چار رکعتیں ذیل میں درج شدہ ترکیب کے ساتھ پڑھے تو کعبہ شریف کے حج کرنے والے اور روضۂ پاک کی زیارت کرنے والے کے برابر اس کو ثواب ملے گا اور اللہ سے جو کچھ وہ مانگے گا۔ اللہ اسے عطا فرمائے گا۔

ترکیب

ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ، سورۂ فلق، سورۂ والناس ایک ایک بار سورۂ اخلاص تین تین بار اور آیت الکرسی تین بار پڑھے اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد دونوں ہاتھ اٹھا کر یہ دعا پڑھے۔

سُبْحَانَ ذِي الْعِزَّةِ وَالْجَبَرُوْتِ سُبْحَانَ ذِي الْقُدْرَةِ وَالْمَلَكُوْتِ سُبْحَانَ الْحَيِّ الَّذِي لَا يَمُوْتُ سُبْحَانَ اللهِ رَبِّ الْعِبَادِ وَالْبِلَادِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا عَلٰى كُلِّ حَالٍ اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا رَبُّنَا جَلَّ جَلَالُهٗ وَقُدْرَتُهٗ بِكُلِّ مَكَانٍ۔

پاک ہے عزت اور غلبہ والا، پاک ہے قدرت والا اور حکومت والا، پاک ہے وہ زندہ جو نہیں مرے گا پاک ہے انسانوں اور بستیوں کا مالک ہر حال میں

کثیر، پاکیزہ اور برکت والی حمد اللہ کے لئے ہے۔ اللہ بڑی بزرگی والا ہے۔ ہمارا رب بزرگ ہے اس کی عظمت بڑی ہے۔

اس کی قدرت ہر جگہ ہے (سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ قدرت سے مراد یہاں علم ہے یعنی اس کا علم ہمہ گیر ہے)، اس دعا کے بعد نماز پڑھنے والا جو چاہے اپنے لئے دعا کرے اگر ایسی نماز عشرہ کی ہر رات پڑھے گا تو فردوس اعلیٰ میں اللہ اس کو فرودکش کرے گا۔ اور اس کے گناہوں کو مٹا دے گا۔ اور (گذشتہ گناہ معاف کر دینے کے بعد) اس سے کہا جائے گا۔ اب از سر نو عمل شروع کر۔ اگر عرفہ کے دن کا روزہ رکھے اور عرفہ کی رات کو یہی نماز پڑھے اور یہی دعا کرے۔ اور اللہ کے حضور بہت زیادہ زاری کرے تو اللہ فرماتا ہے میرے فرشتو! گواہ رہو میں نے اس کو بخش دیا اور کعبہ کے حاجیوں میں اس کو شامل کر دیا۔ فرشتے اس عطاء الٰہی سے خوش ہوتے ہیں اور دعا کرتے ہیں۔

عرفہ کی شام کی دعا

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ عرفہ کی شام کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر یہ دعا کرتے تھے۔

اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ کَمَا تَقُوْلُ وَخَیْرًا مِّمَّا نَقُوْلُ اَللّٰھُمَّ لَکَ صَلٰوتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ وَلَکَ یَارَبِّ تُرَاثِیْ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَفِتْنَۃِ الصَّدْرِ شَتَاتِ الْاَمْرِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنْ خَیْرِ مَا تَجْرِیْ بِہِ الرِّیْحُ

عرفہ میں حضور علیہ السلام اور دیگر انبیاء کی دعا

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے کہا رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عرفہ میں میری اور مجھ سے پہلے پیغمبروں کی زیادہ تر یہ دعا ہوتی ہے۔

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ قَدِیْرٌ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ فِیْ قَلْبِیْ نُوْرًا وَّفِیْ سَمْعِیْ نُوْرًا وَّفِیْ بَصَرِیْ نُوْرًا اَللّٰھُمَّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ وَیَسِّرْ لِیْ اَمْرِیْ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ وَسَاوِسِ الصَّدْرِ وَفِتْنَۃِ الْقَبْرِ وَشَتَاتِ الْاَمْرِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ مَا یَلِجُ فِی اللَّیْلِ وَمِنْ شَرِّ مَا یَلِجُ فِی النَّھَارِ وَمِنْ شَرِّ مَا تَھُبُّ بِہِ الرِّیَاحُ وَمِنْ شَرِّ بَوَائِقِ الدَّھْرِ

نویں تاریخ کی صبح سے تیرہ کی عصر تک

ہر فرض نماز کے بعد یہ تکبیر اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ۔ ایک مرتبہ فرض ادا کرنے والوں کو پڑھنی چاہیئے اگر امام بھول جائے تو مقتدی بلند آواز سے تکبیر پڑھ کر اسے یاد دلادیں جو شخص تنہا نماز پڑھے اسے بھی تکبیر پڑھنی چاہیئے۔ ان پانچ دنوں میں اگر کوئی نماز قضا ہو جائے اور انہی دنوں میں اسے ادا کیا جائے تو اس کو اسے مع تکبیر کے ادا کرنا چاہیئے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی مرضیات پر چلنے اور اپنے احکام کی بجا آوری کی توفیق عطا فرمائے اور صحیح معنوں میں محمدی مسلمان بنائے (آمین)

دار المبلغین چنیوٹ میں داخلہ

ملک کے مایہ ناز عالم امام المناظرین حضرت مولانا لال حسین صاحب اختر مدظلہٗ دارالمبلغین مجلس تحفظ ختم نبوت چنیوٹ میں ۱۵ ذی الحجہ سے علماء کرام کو مرزائیوں اور عیسائیوں کے اعتراضات کے جوابات پڑھائیں گے۔ داخل ہونے والے علماء کو چالیس روپے ماہوار وظیفہ دیا جائے گا۔ تبلیغی ذوق رکھنے والے فارغ التحصیل علماء ۱۴ ذی الحجہ تک مندرجہ ذیل پتہ پر درخواستیں ارسال فرمائیں۔

ناظم مجلس تحفظ ختم نبوت شاہی منڈی
چنیوٹ۔ ضلع جھنگ

مدرسہ حیات النبیؐ گجرات کا چوتھا سالانہ جلسہ بتاریخ ۹ر ۱۰ر اپریل ۶۵ء جامع مسجد حیات النبی میں ہو رہا ہے۔

نام کتاب :- مقدس سفر
سائز :- کتابی
صفحات :- ۱۰۴
قیمت :- عہ ر

ملنے کا پتہ :- (۱) پاک کتابستان حسین آگاہی ملتان شہر۔ (۲) مکتبہ قاسمیہ چوک فوارہ نزد ہسپتال ملتان۔

زیر تبصرہ کتاب جناب الحاج سید محمد رضا شاہ صاحب بخاری کی مرتبہ ہے فاضل مرتب نے اس مختصر کتاب میں گھر سے روانگی سے لے کر روضِ مقدس تک تمام طریقۂ عمل احسن طریقہ پر قلمبند کر دیا ہے جس سے حجاج کے لئے بہت آسانی ہو گی اس سے قبل بھی حجاج کرام کی رہنمائی کے لئے بہت سی کتابیں بازار میں دستیاب ہیں لیکن زیر تبصرہ کتاب اپنی نوعیت کی خاص کتاب ہے اس کتاب میں گھر سے لے کر بیت اللہ تک کے تمام طریقۂ عمل، احرام، طوائف دعائیں راہ ذکر اذکار کے طریقے درج کر دیئے ہیں فاضل مرتب نے لکھا ہے کہ اس کتاب کو ارضِ مقدس کے مخلص رہنما السید عمر نورؒ نے بھی بہت پسند فرمایا ہے۔

بہر حال "مقدس سفر" واقعی سفر کی پریشانیوں سے بچنے کے لئے ایک نہایت مفید کتاب ہے۔

مکتوب مقبول

من مدینة الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

"مکتوب حجاز، کے نام سے خطِ اولیٰ خدام الدین میں شائع ہو چکا جو مکہ معظمہ سے حضراتِ حجاج کرام اساتذہ عظام جامعہ رشیدیہ منٹگمری نے جامعہ رشیدیہ منٹگمری کو لکھا یہ قسطِ ثانی، مدینہ منورہ سے ناظم جامعہ رشیدیہ کے نام ہے ۔ جو قارئین خدام الدین کے لئے ہدیہ ہے...

ع:- و للناس فیما یعشقون مذاھب ۔ وفی ذٰلک فلیتنافس المتنافسون

(ناظم جامعہ رشیدیہ)

محترمی و مکرمی حضرت ناظم صاحب زید مجدہ، و اساتذہ کرام جامعہ رشیدیہ منٹگمری اسلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ ۔ بحمداللہ کاروان رشیدی بخیر و عافیت مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم پہنچ کر بارگاہ رسالت مآب میں حاضر ہے حضرت ناظم صاحب کا ایک ضمنی اور ایک مستقل والا نامہ پڑھ کر کوائف معلوم ہوئے ہمیں خط لکھتے وقت آپ سالانہ جلسہ کی تیاری میں مصروف دکھائی دیتے ہیں ہم جسمانی طور پر اگرچہ آپ کی ان تقریبات میں شامل نہیں تاہم دعوات کی کثرت سے اس کا تدارک کرنے کے درپے ضرور ہیں۔

جب بھی دعائے سفر زبان پر آتی ہے تو مدرسہ جو سب سے عزیز متاع ہے سب سے مقدم رہتا ہے مدرسہ کے لئے کتب حدیث و تفسیر وغیرہ کی خرید شروع ہے اللہ نے چاہا تو حسب سابق اس دفعہ بھی کئی ایک نوادر اور اہم کتب لے کر حاضر ہوں گے ۔

"مدینہ منورہ میں حاضری" اور مواجہہ شریف نیز مسجد نبوی کی نمازوں کے ساتھ ساتھ عصر کے بعد حضرت مولانا سید محمد بدر عالم صاحب مدظلہ کی صحبت بھی یہاں کے فیوضات میں ہے ۔ جس سال ہم پہلے حاضر ہوئے تھے اس وقت بھی حضرت کچھ نہ کچھ فرمایا کرتے تھے مگر اب کا رنگ کچھ انوکھا ہے ۔ یوں خیال آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس شخصیت کو اپنے گھر کی عظمت اور اپنے رسولؐ کی محبت، حجاج کرام کے قلوب میں کوٹ کوٹ کر بھرنے کو جوارِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں بٹھا رکھا ہے ۔ آپ کی مجلس میں بیٹھ کر 'مواجہہ شریف کی حاضری کے آداب معلوم ہوتے ہیں عشق و محبت نبوی کی آگ کو جو ہر مسلمان کے قلب میں کچھ نہ کچھ موجود ہوتی ہے ہوا دے کر خوب روشن کرنے کا سامان مہیا ہوتا ہے ۔ دل سے دعا نکلتی ہے کہ اللہ کریم اپنے اس برگزیدہ بندے کو تادیر قائم رکھے "سب ساتھی حاضری دیتے ہیں" آپ (حبیب اللہ ناظم جامعہ) کا تذکرہ بھی گاہے گاہے اثنائے گفتگو میں حضرت مولانا فرماتے ہیں ۔

کہاں ہم اور کہاں یہ نکہتِ گل
نسیم صبح تیری مہربانی

پرسوں ہم چاروں پانچوں اساتذۂ جامعہ رشیدیہ کو مخاطب ہو کر فرمایا کہ 'کل صبح آنا آپ سے حیات عیسیٰ اور ان کے رفع آسمانی پر کچھ کہنا ہے، ہم حاضر ہوئے، بہت خوش تھے فرماتے تھے کہ تم وہاں مبتلا ہو، مجھے اس کا بہت احساس ہے منجانب اللہ جو بات اب معلوم ہوئی ہے آپ سے کہنی ہے کہ آپ اسے پھیلائیں اور اپنے مبلغین کا رخ ادھر پھیرنے کی کوشش کریں۔ بس پھر خوب اور خوب تر بیان فرمایا۔ بہت سی نئی اور ضروری اصولی باتیں حیاتِ مسیح اور ان کے رفعِ آسمانی و نزول سے متعلق معلوم ہوئیں

فالحمد اللہ علی ذالک (ولیاتی عند التلاقی)

ہم چونکہ اشہرِ حج سے قبل مکہ معظمہ پہنچے اور مکہ ہی میں حج کے مہینے شروع ہوئے اس لئے ہم امام اعظمؒ کے نزدیک اب نہ قران کر سکتے ہیں نہ تمتع ۔ ہمیں افراد ہی کا احرام باندھ کر مکہ جانا ہوگا۔

ہم انشاء اللہ اوائل ذی الحجہ تک دیارِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی حاضر رہیں گے ۔ یہ وقت (از ابتدا ذیقعدہ ایک ماہ) بظاہر کافی معلوم ہوتا ہے مگر اتنا جلد گزر رہا ہے کہ گویا یہاں کے لیل و نہار ہمارے شب و روز سے بہت چھوٹے معلوم ہوتے ہیں۔ دربارِ نبویؐ رات کو بند رہتا ہے۔ رات تو ویسے ہی کٹ گئی دن باقی رہ جاتا ہے جس میں حوائجِ بشریہ بھی حائل رہتے ہیں۔

یہاں تو واقعتاً یہ تمنا پیدا ہوتی ہے کہ خدا کرے گھنٹے دن بن جائیں اور دن خدا کرے ہفتے ہو جائیں اور چلو اتنے دن تو حوائجِ بشریہ بھی سانس ہی لے لیں جتنے دن دیارِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں قیام ہے ۔ خدا کرے کہ پھر ہمارا یہ عالم ہو جائے ۔

رات دن میں ہوں اور پہلوئے دوست
دوست دیکھے سوئے دل میں روئے دوست
بیٹھ کر رات دن ہم پہلوئے دوست
جذب ہیں سب کروں میں رنگ و بوئے دوست

ہمارا قافلہ آج تک اکٹھا ہی رہا اور سب رفقاء و احباب بہت اتفاق و اتحاد سے رہے، مگر بعض جلد باز حضرات صرف چند کوڑیوں کی کفایت کے پیش نظر ضابطہ پورا کر کے مکہ معظمہ واپس ہو گئے۔ افسوس کہ ان حضرات نے قدر نہ کی اور یہاں بھی صرف ضابطہ ہی کی کاروائی عمل میں لائے جہاں کے لئے عشاق ہمیشہ یہ کہتے رہے ۔

سب کچھ ملا جو مل گئی اس گھر کی حاضری
گو ملک و مال و خویش و وطن سے جدا ہوئے
قابل تھے جہنم کے ہمیں جنت ہوئی نصیب
اس گھر کی حاضری سے قسمت بدل گئی

کاروانِ رشیدی کا بچھڑا ہوا فرد (مولوی حافظ رشید احمد صاحب نبیرۂ حضرت مولانا فضل احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ رائپوری) عراق، شام ہوتا ہوا اس جمعہ مدینہ منورہ ہمارے ساتھ مل گیا ہے۔ اور صوفی اقبال صاحب کے ہاں مقیم، (شیخ فضل کریم صاحب مرحوم (آڑھتی غلہ منڈی صدر مجلس تحفظ ختم نبوت منٹگمری)

اور مستری محمد حسین کے بھائی مغفور کی اخبار وفات سے یہاں سب کو صدمہ ہوا دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو غریق رحمت کرے ہم سب کی طرف سے بعد دعائے مغفرت تعزیت ہے۔ آپ سب حضرات کے خطوط ماشاء اللہ محبت بھرے اور خاص کیفیات والے ہوتے ہیں

نگر مولانا عبدالمجید صاحب انور لائلپور مدرس جامعہ ہذا کے خط سے رقت پیدا ہوئی۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو اپنی رضا و محبت رسول نصیب فرمائے۔ جملہ رفقاء اساتذہ رشیدیہ احباب کی طرف سے سب کو نام بنام سلام مسنون! و دعوات صالحہ!

احقران مقبول احمد و عبداللہ مدینۃ المنورہ
۱۵ ذیقعدہ

ایک زائرِ حرم کے نام

محمد ثانی حسنی

میرے عزیز بھائی تم کو سلام پہنچے
بعد از سلام میرا تم کو پیام پہنچے

تم کو بہت مبارک ہو کعبہ کی زیارت
قابل ہے رشک کے جو تم کو ملی سعادت

جتنا بھی فخر تم کو محسوس ہو وہ کم ہے
بس میں نہیں کسی کے اللہ کا کرم ہے

اس وقت تم جہاں ہو وہ ہے مقام رحمت
مینہ کی طرح برستی ہے صبح و شام رحمت

مجھ کو بھی ساتھ رکھنا شام و سحر دعا میں
کعبہ کے پاک در پہ عرفات میں، منا میں

کوہِ صفا پہ چڑھ کر کعبہ ہو جب کہ رخ پہ
مروہ کی سیڑھیوں پہ مسعیٰ میں رہ گذر پہ

منبر کے سامنے میں بھی اندر حطیم کے بھی
رکن یمانی چھو کر در پر کریم کے بھی

دیوار سے لگا کر سینے کو ملتزم پر
چل کر مطاف میں پھر رک کر ہر اک قدم پہ

پردہ سے تم لپٹ کر آنسو بہا کے کہنا
کعبہ کے پاک در پر سر کو جھکا کے کہنا

بیت عتیق کے رب اپنے کرم کا صدقہ
اور رحمت و محبت بے کیف و کم کا صدقہ

تو نے مجھے بلایا تیرا بہت کرم ہے
اک اور مضطرب ہے جو مبتلائے غم ہے

بے تاب ہو رہا ہے اس کو بھی تو بلا لے
دنیا سے دل ہٹا کر اپنا ہی تو بنا لے

دن رات جا کے زمزم تم بار بار پینا
میری طرف سے بھی تم دو چار بار پینا

للہ میری جانب سے بھی طواف کرنا
آنسو جو چند نکلیں، نذر غلاف کرنا

ہوگا تو یں کو عرفہ رحمت کا روز ہوگا
قلب و زباں میں پیدا جب درد و سوز ہوگا

مشغول ہو دعا میں عرفات کی زمیں پر
ذروں کو خاک کے تم ملتے ہوئے جبیں پہ

تم بے قرار ہو کر سجدہ میں جب پڑے ہو
پہلو بدل رہے ہو مبہوت سے کھڑے ہو

اشکوں سے بھیگ جائیں جب حاجیوں کے دامن
ایسی جھڑی لگی ہو بھادوں ہو یا کہ ساون

چیخوں سے اپنی حاجی تھرا دیں جب فضا کو
جب رحم آئے سب پر بے ساختہ خدا کو

ہوگا وہ ایسا عالم ہر سمت نور ہوگا
قلب و نظر پہ طاری کیف و سرور ہوگا

تم ایسے پیارے عالم میں مجھ کو یاد رکھنا
ذکر و دعا سے للہ مجھ کو بھی شاد رکھنا

اللہ تم کو ہر دم اپنی اماں میں رکھے
اپنا بنا کے تم کو دونوں جہاں میں رکھے

حج کا سفر تمہارا صد بار ہو مبارک
جانا بھی ہو مبارک، آنا بھی ہو مبارک

بچوں کا صفحہ

مملکت کی قیمت پانی کا ایک پیالہ

از: غلام قادر غبار

دل دہل گیا، جب یہ ماجرا نظر سے گزرا۔

عبداللہ بن مبارکؒ:- ہارون الرشید سے مخاطب ہیں۔ "اگر تو صحرا میں راستہ بھول جائے اور کوئی ساتھی بھی نہ ہو، اور سعی و تلاش سے پانی حاصل کرنے کی توقع نہ ہو، پھر کوئی راہی تجھے یہ کہے کہ۔

"اگر آدھی سلطنت میرے حوالے کر دے تو پانی کا ایک پیالہ تیرے لئے مہیا کر سکتا ہوں" کیا ایسی حالت میں تو یہ سودا کرنے پر تیار ہو جائے گا، یا نہیں؟

ہارون:- ہاں! اگر موت نظر آ رہی ہو، اور پانی پی کر جان بچانے کے سوا کوئی چارہ نہ ہو تو یقیناً اس سودے پر تیار ہو جاؤں گا"

عبداللہؒ:- پانی پی لینے کے بعد تجھے پیشاب کی شدید حاجت محسوس ہو، لیکن اندرونی اعضاء کی رکاوٹ کی وجہ سے پیشاب بند ہو جائے اور تو سخت درد و کرب میں مبتلا ہو، اور پھر تجھ سے کہا جائے کہ۔

"باقی نصف سلطنت حوالے کر دے۔ تب تیرا پیشاب جاری ہو سکتا ہے اور تو درد و کرب و موت سے چھٹکارا پا سکتا ہے"

پھر کیا تو اس سودے پر راضی ہو جائے گا، یا نہیں؟

ہارون:- "ایسی مجبوری میں راضی ہونا ہی پڑے گا"

عبداللہؒ:- "ہارون! ایسی مملکت پر مغرور ہونا اور آخرت سے غافل ہونا، کہاں تک درست ہو سکتا ہے، جس کی قیمت ایک پیالہ پانی ہو۔ خواہ جسم کے اندر داخل کرنے کے لئے یا اس سے خارج کرنے کے لئے" واہ! یہ دنیا اور اس کی عظیم ترین شان و شوکت!!

روایت ہے کہ ہارون سراپا عبرت بن گیا، اس کی آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگ گئی۔

آج دولت و اقتدار کا حصول ایک دوسرے کی دیکھا دیکھی وبائی صورت اختیار کر چکا ہے۔ اس بات کی مطلق پروا نہیں کہ حصول کے ذرائع شریفانہ ہیں یا سفاکانہ اور پھر حصول کے بعد اس کا مصرف مومنانہ ہوگا یا فاسقانہ۔ اور اس کا استعمال بھی اپنی قسمت میں ہوگا یا اپنے کسی قاتل (وارث یا غیر وارث) کے قبضے میں چلی جائے گی۔ یہ حال ہے اس انسان کا جو ساتھ ہی ساتھ مسلمان بھی کہلائے جاتا ہے اور اس پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کی امت، جس کے پاس عمر بھر کبھی اتنا مال نہ ہوا کہ اس پر فریضۂ زکوٰۃ عائد ہو سکے۔

ایک اقتباس

ایک ہی دھن سب کے سر پر سوار ہے کہ حرام و حلال دولت کماؤ اور عیش اڑاؤ۔ طالب علم ہے تو والدین اور استاذ کا باغی ہے۔ انجینئر ہے تو قومی دولت کو ذاتی دولت میں بدل رہا ہے، ڈاکٹر ہے تو سرمایہ دار بننے کے لئے سر توڑ کوشش کر رہا ہے۔ کاروباری ہے تو وہ عوام کی صحت سے کھیل رہا ہے۔ ملازم ہے تو وہ عوام کو لوٹنے کی فکر میں ہے [illegible] حالات میں ہماری [illegible] کوششیں [illegible] ضا جب کہ وہ قومی [illegible]ضاؤں اور روایتوں سے بھی عاری ہوں۔ سچ تو یہ ہے کہ ہم نئی پود کا گلا اپنے ہاتھوں گھونٹ رہے ہیں۔ مذہب اور سائنس کا تضاد، قومی اور بدیسی نظریات کا تصادم، والدین اور اساتذہ کے موقف کا اختلاف، کتابی علم اور عملی زندگی کا بُعد یہ سب چیزیں نئی پود کو ایک دوراہے پر لے آئی ہیں، اور اس دوراہے پر لانے میں ہمارے "بڑوں" نے ہماری رہنمائی کی ہے۔ پھر جب کہ نئی پود ان کے ہاتھوں سے نکل جاتی ہے تو وہ اس کو برا بھلا کہتے ہیں۔ حالانکہ اس کا حل بالکل سیدھا سادہ ہے۔

چھوٹوں کو بڑوں کا تحفہ

اگر ہمارے "بڑے" چھوٹوں کو یہ دو تحفے دے سکیں تو حالات کا پانسہ پلٹ سکتا ہے۔

افسوس تو یہی ہے کہ اس وقت جو لوگ کسی نہ کسی حیلے سے "بڑے" بن گئے ہیں، وہ خود ان دونوں تحفوں سے محروم ہیں۔ نہ ان کو قومی تقاضاؤں پر مبنی تعلیم کی ہوا لگی ہے اور (نتیجۃً) نہ ہی وہ عمل صالح و غیر صالح میں امتیاز کی اہلیت رکھتے ہیں۔

یہ مسلم ہے کہ حکمراں طبقے کی ذرا سی غلطی مہلک نتائج پیدا کر سکتی ہے۔

اور جہاں غلطیوں ہی غلطیوں کے ذخیرے جمع ہو رہے ہوں۔ وہاں کسی محکمے اور کسی ادارے سے خیر کی توقع کیسے ہو سکتی ہے۔

اگر اسلام کا آغاز ایسے لوگوں کے ہاتھوں ہوتا جو آج اسلام کو (محض اپنے دعاوی سے) تھامے ہوئے ہیں تو سچی بات یہ ہے کہ آغاز ہی نہ ہو سکتا، چہ جائے کہ پھولتا پھلتا اور ساری دنیا پر چھا جاتا۔

اپیل

جامع مسجد اہل سنت والجماعت نہر والی باٹا پور، [illegible] یہ نہر کے کنارے شاندار اور پُرفضا [illegible] رہی ہے جس کی تعمیر پر اندازاً ۳۰۰۰۰/- روپے صرف آئیں گے۔ اب تقریباً بارہ ہزار روپے کے لگ بھگ رقم صرف ہو چکی ہے۔ خدام الدین کے بعض قارئین نے اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے ہماری پچھلی اپیل پر کچھ امداد فرمائی تھی اب بھی بذریعہ خدام الدین ارباب ثروت سے درخواست ہے کہ وہ دل کھول کر اس کار خیر میں حصہ لیں اور دامے، درمے، سخنے امداد فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔ ترسیل زر کا پتہ:-

ناظم انجمن اہل سنت والجماعت نہر والی باٹا پور، جلو موڑ لاہور

فون نمبر ۶۷۵۴۵ | ۲۰ | ۹ اپریل ۱۹۶۵ء

چیف ایڈیٹر عبید اللہ انور

Weekly "KHUDDAMMUDDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷

منظور شدہ محکمہ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۷۳۰، ۲۴۸۱ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبر ۹/۳۹/۷۶-۲۰۷۶ DDA مورخہ ۲۷/۸/۶۴

شرک اور دعویٰ توحید

کرے غیر گر بُت کی پُوجا تو کافر
جو ٹھہرائے بیٹا خدا کا تو کافر
جھُکے آگ پر بہرِ سجدہ تو کافر
کواکب میں مانے کرشمہ تو کافر

مگر مومنوں پر کشادہ ہیں راہیں
پرستش کریں شوق سے جس کی چاہیں

نبیؐ کو جو چاہیں خدا کر دکھائیں
اماموں کا رُتبہ نبیؐ سے بڑھائیں
مزاروں پہ دن رات نذریں چڑھائیں
شہیدوں سے جاجا کے مانگیں دُعائیں

نہ توحید میں کچھ خلل اس سے آئے
نہ اسلام بگڑے نہ ایمان جا[illegible]

وہ دیں جس سے توحید پھیلی جہاں [illegible]
[illegible] جلوہ گر حق زمین و زماں میں
رہا شرک باقی نہ وہم و [illegible] میں
وہ بدلا گیا آکے ہندوستاں میں

ہمیشہ سے اسلام تھا جس پہ نازاں
وہ دولت بھی کھو بیٹھے آخر مسلماں

(مولانا حالیؒ)

ف پاکستان